ڈاکٹر محمد ارشد اویسی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد
میمونہ سبحانی
لیکچرر، شعبہ اُردو، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

تحاریکِ استحقاق اور نفاذِ اُردو

Dr. Muhammad Arshad Ovaisi
Assistant Prof. Department of Urdu, G.C.University, Faisalabad.
Memona Subhani
Lecture, Department of Urdu, G.C University, Faisalabad.

Privilege Motions and Implementation of Urdu

Respected Assembly members highlighted the matter of implementation and promotion of Urdu in different ways, and draw the attention of the Government towards the important issue of constitution and the fulfilment of the national duty, they presented the legal documents for the implementation of Urdu and gave the notices during the amendments in the bill and discussion on it, protested not to present the budget in Urdu, put the questions, moved resolutions, explained the importance and urge of the National language on point of order. While protesting they walked out on the issue of carelessness towards Urdu language, demanded to provide the agenda in Urdu, told the reason of lack of Quorum that most of the members of the Assembly are unable to understand the English language, exhibited the adjournment motion. Privilege motions moved by the respected members in order to implementation of Urdu and the ruling of speaker on the mode of expression in Urdu in assembly also came under discussion. The role of provincial Assembly West Pakistan for the implementation and promotion of Urdu language and later on the Punjab Assembly is a very bright period in the history of Urdu language that can be produced very aptly.

On 20th March 1964 Allama Rahmat Ullah Arshad, moved a privilege motion that "Break the Quorum during the Discussion on National Language West

Pakistan Bill".On 15th June 1987 Bagum Najma Tabish alwari, moved a privilege motion that "Disregard of Urdu as National Language and diversion from Constitutional Demands. On 1st July 1987 Molana Manzoor Ahmed Chinioti, moved a privilege motion that "Unavailability of Budget 87-88 in Urdu even after having assurance in the Previous Years." On 1st July 1987 Mian Riaz Hashmat Janjua and Mian Muhammad Afzal Hayat moved a privilege motion that "Contradiction in the English and Urdu text of the Published Speeches of the Finance Minister." On 8th October 1987 Mian Muhammad Ishaque, moved a privilege motion that "Unavailability of the Urdu Copy of the Report about the Implementation of the rules of policy"."Once More" on 15th December 1988, Molana Manzoor Ahmed Chinioti moved a privilege motion that "presented the point of privilege regarding National Language Issue." In the Era of One Unit, Presented the bill of rights in Provisional Assembly West Pakistan and Later on in Provincial Assembly Punjab .In this paper, the points of privilege that are presented in the Parliament with reference to the implementation of Urdu language tried to be covered fully.

اُردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلے میں اراکین اسمبلی نے مختلف انداز میں آواز بلند کی اور حکومت کو اہم آئینی اور قومی فریضے کی بجا آوری کی طرف متوجہ کیا۔ اردو کے نفاذ کے لیے مسوّدات قانون پیش کیے ، قانون سازی کے دوران میں ترامیم کے نوٹس دیئے ، بجٹ اُردو میں پیش نہ کرنے پر احتجاج کیا ، سوالات اٹھائے ، قراردادیں پیش کیں ، پوائنٹ آف آرڈر پر قومی زبان کی اہمیت و ضرورت کی وضاحت کی ، اردو سے بے اعتنائی پر احتجاجاً واک آؤٹ کیا ، اردو میں ایجنڈا مہیا کرنے کا مطالبہ کیا، کورم نہ ہونے کی وجہ یہ بتائی کہ اراکین اسمبلی کی اکثریت انگریزی نہیں سمجھتے ، تحریک التوائے کار پیش کی گئیں ، اسمبلی میں اُردو ذریعہ اظہار پر سپیکر کی رُولنگ اور اُردو کے نفاذ کے سلسلے میں معزز اراکین کی طرف سے استحقاق کی تحریکیں بھی زیرِ بحث آئیں، قومی زبان اردو کے نفاذ اور فروغ کے سلسلے میں صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ کردار اردو زبان کی تاریخ کا ایک روشن باب جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے ۔ اس مقالے میں اردو کے نفاذ کے حوالے سے جو تحاریک استحقاق ایوان اسمبلی میں پیش کی گئیں ان پر احاطہ کرنے کی حتی الامکان کوشش کی جا رہی ہے۔

جب تک قانون کے اعلیٰ ترین ادارے کو چلانے والے متعلقین کو اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے ضروری قانونی تحفظات فراہم نہ کیے جائیں اس وقت تک ادارے کا مؤثر حیثیت میں کام کرنا ممکن نہیں ۔یہی وجہ ہے کہ دُنیا کی ہر پارلیمنٹ میں اور ہر پارلیمانی نظام میں مقنّنہ کے لیے خصوصی تحفظات فراہم کیے جاتے ہیں ۔ان تحفظات میں سب سے بڑا تحفظ استحقاق[1] ہے جو ان ایوانوں کو حاصل ہوتا ہے اور جب تک ان اداروں کے اراکین کو اظہار رائے استعمال کی مکمل آزادی نہ ہو گی اس وقت تک یہ ادارے نہ تو آزادی سے کام کر سکتے ہیں اور نہ انہیں ایک آزاد مقنّنہ کی حیثیت دی جا سکتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بنیادی تحفظ آئین

میں مہیا کیا جاتا ہے کہ آپ کسی امر کے بارے میں ایوان میں کوئی رائے یا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں تو دُنیا کی کسی عدالت میں آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی ۔[۲] تاہم دنیا کا کوئی قانون اور کوئی آئین کسی فرد، کسی ادارے کو مادر پدر آزاد قسم کی آزادی دینے کے حق میں نہیں ہوا کرتا۔ اس کے لیے چند ایک پابندیاں بھی عائد ہیں ۔ مقنّنہ کے علاوہ کچھ اور اہم اداروں کے متعلقین کو بھی اپنے فرائض کی آزادانہ انجام دہی کے لیے ایسے ہی تحفظات درکار ہوتے ہیں ۔

اراکین اسمبلی کو اپنے فرائض منصبی سرانجام دینے کے لیے کچھ استحقاقات[۳] بھی عطا کیے جاتے ہیں اور ان کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ استحقاقات کی پامالی کی صورت میں ایوانوں کے ساتھ رجوع کریں ۔ پارلیمانی روایات کے مطابق کسی بھی رُکن کے استحقاق کی پامالی کو پورے ایوان کے استحقاق کی پامالی گردانا جاتا ہے۔

محبان اردو نے اپنے اس آئینی تحفظ یعنی استحقاق کو قومی زبان کے نفاذ اور قومی زندگی کے ہر شعبے میں اُردو کو بروئے کار لانے کے حوالے سے استعمال کیا۔ ون یونٹ کے دور میں صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان میں ۲۰ مارچ ۱۹۶۴ء کو علامہ رحمت اللہ ارشد نے مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان پر بحث کے دوران کورم توڑے جانے کے حوالے سے تحریکِ استحقاق پیش کی۔ بعد ازاں ۱۵ جون ۱۹۸۷ء کو محترمہ نجمہ تابش الوری نے ''قومی زبان اردو کی توہین اور آئینی تقاضوں سے انحراف'' کے عنوان سے تحریک استحقاق پیش کی ۔ اسی طرح یکم جولائی ۱۹۸۷ء کو مولانا منظور احمد چنیوٹی نے'' گزشتہ سال یقین دہانی کے باوجود بجٹ برائے ۸۸۔۱۹۸۷ء کا اردو میں پیش نہ کیا جانا'' کے عنوان پرتحریک استحقاق اسمبلی میں پیش کی۔اسی طرح کی ایک اورتحریک یکم جولائی ۱۹۸۷ء کو ہی میاں ریاض حشمت جنجوعہ اور میاں محمد افضل حیات نے وزیرخزانہ کی مطبوعہ تقاریر برائے میزانیہ کے انگریزی متن اور اردو میں تضاد کے حوالے سے پیش کی۔مورخہ ۸۔اکتوبر ۱۹۸۷ء کو میاں محمد اسحاق نے حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ کی اردو نقل مہیا نہ کرنا کے عنوان پر ایک اورتحریک استحقاق پیش کی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء کو اسی طرح کی ایک اورتحریک استحقاق مولانا منظور احمد چنیوٹی نے قومی زبان اردو کے حوالے سے صوبائی اسمبلی پنجاب میں پیش کیں۔اب ہم اِن تمام تحاریک استحقاق کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں۔

....

علامہ رحمت اللہ ارشد نے مسودہ قانون قومی زبان مغربی پاکستان پر بحث کے دوران میں کورم توڑے جانے کے حوالے سے تحریکِ استحقاق پیش کی اور کہا:

> میں تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر کل مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۶۴ء کو حکومت نے میرے غیر سرکاری بل قومی زبان کے پاس ہونے میں دانستہ رکاوٹ پیدا کی اور بعض وزرا غیر پارلیمانی پریکٹس کے ذریعہ نہایت ہی ناپسندیدہ انداز سے ایوان کا کورم توڑ کر قومی زبان جیسے اہم مسئلہ پر ایوان کو فیصلہ دینے میں رکاوٹ ثابت ہوئے۔ میں روزنامہ امروز لاہور مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۴ء پیش کرتا ہوں جس کے صفحہ ۴ پر ڈرامہ کے عنوان سے لے کر آخر کالم تک کارروائی ملاحظہ فرمائیں ۔ میں نے اس حصہ کو خط کشید کر دیا ہے۔ اس روداد میں حسب ذیل حصہ قابل ملاحظہ ہے۔

''اتنے میں وزیر قانون مسٹر غلام نبی میمن ایوان میں داخل ہوئے اور خواجہ محمد صفدر نے سپیکر سے شکایت کی کہ وزیر قانون اپنے پارٹی کے ارکان کو کورم توڑنے کے اشارے کر رہے ہیں۔ چند پارلیمانی سیکرٹری ایک صوفے سے دوسرے صوفے تک بھاگ دوڑ رہے تھے اور سرگرمیاں جاری تھیں۔ سرکاری پارٹی کے ارکان ایک ایک کر کے ایوان سے باہر جانے لگے۔''

''چند ارکان اپنے ساتھیوں کو ایوان سے باہر لے جانے میں بدستور مصروف تھے اور حزب مخالف کے ارکان شور مچار ہے تھے دیکھ لیجیے۔ بل کو ملتوی کرنے کے لیے کورم توڑا جا رہا ہے۔ جب ایوان میں ارکان کی تعداد ۴۰ سے کم رہ گئی تو سرکاری پارٹی کے نووارد رکن مسٹر احمد میاں سومرو نے سپیکر کو اطلاع دی کہ کورم نہیں ہے۔ گنتی کی گئی کورم ٹوٹ چکا تھا۔''

جناب صدر! مسٹر غلام نبی میمن وزیر قانون کے اس طریق کار اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی اس سرگرمی سے ایوان کا وقار بری طرح مجروح ہوا ہے اور شدید قسم کی استحقاق شکنی ہوئی ہے۔[۴]

محرک نے تحریک استحقاق پر اپنے بیان میں کہا جناب صدر! مجھے آپ کے توسط سے اس ایوان کے معزز ارکان سے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ آزاد قوم کا مقننہ ان کی عزت اور وقار کی علامت ہوتی ہے اور قوانین کے ماخذ جہاں سے قانون بن کر پورے صوبہ پر حکم کرتا ہے اور اگر اس کا وقار مجروح ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ایوان کے ساتھ اس قوم کی نمائندگی کے ساتھ اس صوبے کے ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے اس ایوان کے معزز اراکین کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے بڑی ہی شدید قسم کی نا انصافی ہے۔ جو کچھ ۱۸ مارچ کو اس ایوان کے اندر ہوا مجھے اجازت دیجیے ان الفاظ کے کہنے کی کہ اس کے سب سے بڑا گواہ آپ خود ہیں اردو کو سرکاری زبان بنانے کا مسئلہ کسی ایک جماعت کا مسئلہ نہیں ہے اگر یہ بل پاس ہو جاتا مسودہ قانون پاس ہو جاتا تو مجھے یہ کہنے میں قطعاً تامل نہیں ہے کہ یہ Credit حکمران پارٹی کو ہوتا اس لیے کہ کوئی قانون ووٹوں کی اکثریت ہی سے پاس ہوسکتا ہے اور ووٹوں کی اکثریت ان کے پاس ہے ہمارے پاس نہیں ہے اور یہی وجہ تھی کہ جناب یہ پورے صوبے کا مسئلہ تھا ایک ایسی قوم کا مسئلہ تھا جس نے اردو زبان کے نام پر ملک بنایا تھا۔ ایوان میں اس طرف سے اور حکمران جماعت کے معزز اراکین نے بھی بڑی وضاحت کے ساتھ غیر مبہم انداز میں بڑی سرگرمی اور گرم جوشی کے ساتھ اس بل کا خیر مقدم کیا اور اس کی تائید کی اور اس کا بھی ہم سب کو اعتراف کر لینا چاہیے کہ یہ قانون اس صوبے کے پڑھے لکھے لوگوں کی توجہات کا مرکز ہے جب صورت حال یہ ہو کہ ایوان کے ہر طرف سے اس بل کی تائید کی گئی جناب محمد یاسین خان صاحب وٹو وزیر تعلیم جب جواب دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو انہوں نے صورت حال کا اس طرح جائزہ لگایا کہ ان کی جماعت کے اراکین بھی اس بل کی ہمنوائی کرنے لگے ہیں اور شاید یہ بل پاس ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے قائد ایوان جناب شیخ مسعود صادق صاحب سے کمک کی درخواست کی اور شیخ مسعود صادق صاحب ایوان کے اندر تشریف لے آئے مختلف اراکین سے ملے آئین کی کتاب ان کے ہاتھ میں تھی۔ قائد اختلاف سے بھی ملے اور ادھر بھی ملے اور ادھر بھی ملے اور جب اس طرح بھی کوئی صورت نہ بنی تو آخر یہ سوچا گیا کہ ایوان کا کورم توڑ دیا جائے۔ اس اثناء میں محترم اور معزز وزیر صاحب غلام نبی میمن صاحب اس دروازے سے داخل ہوئے اور انہوں نے اراکین کو باہر آنے کے لیے اشارہ

کیا اس وقت ہی جناب کے نوٹس میں قائد حزب اختلاف خواجہ صفدر صاحب نے یہ گزارش کر دی تھی کہ وزیر قانون کورم توڑنے کے لیے کہہ رہے ہیں اسی لیے میں نے عرض کیا تھا کہ اس کے آپ سب سے بڑے گواہ ہیں۔ پھر جب میں یہاں بیٹھا ہوا تھا تو میرے معزز بھائی میاں شریف صاحب پارلیمنٹری سیکرٹری یہاں تشریف لائے ۔ یہاں پر عبدالحق صاحب تشریف رکھتے تھے ۔ پچھلی سیٹ پر راجہ نادر خان صاحب تشریف رکھتے تھے انہوں نے کہا کہ شیخ مسعود صادق صاحب نے آپ کو طلب کیا ہے بل نہیں پاس ہونے دینا ہے کورم توڑنا ہے یہ الفاظ میں نے اپنے کانوں سے سنے ہیں ۔ اس صورت حال سے جناب صدر میں سمجھتا ہوں کہ دو طرح سے استحقاق شکنی ہوئی ہے کسی مسودہ قانون کو پاس کرنا ہر ممبر کا حق ہے اور نارمل کورس میں ایوان کی کارروائیاں معروف انداز میں ایوان کے سامنے پیش ہونا یہ بھی معروف اور مسلمہ امر ہے۔ یہ ایوان کی مرضی ہے کہ وہ جس قانون کو چاہے پاس کر دے اور جس قانون کو چاہے وہ مسترد کر دے۔ایک طرف کورم توڑ کر مجھے اس حق سے محروم رکھا گیا اور دوسری طرف دیدہ و دانستہ اور جان بوجھ کر عمداً اس ہاؤس کو کام کرنے سے منع کیا گیا روکا گیا کارروائی میں رکاوٹ ڈالی گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بل دوسرے غیر سرکاری دن پر ملتوی کیا گیا۔ اب جناب اس ایوان کا وقار کس انداز میں اور کس حد تک مجروح ہوا ہے میں نے نیشنل پریس کی کٹنگ جناب کی خدمت میں پیش کر دی ہے اگر آپ اجازت دیں تو چند فقرے میں اخبار ''امروز'' سے بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اخبارات نے اس ساری کارروائی کو ڈرامہ کے عنوان سے تعبیر کیا۔ جناب اس معزز صوبے کے بلند ترین ایوان کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ قانون سازی کی بجائے ایک ڈرامہ کھیلا گیا اور اس ڈرامہ کے ذریعہ ایک مسودہ قانون کی منظوری میں رکاوٹیں ڈالی گئیں یہ ساری تفصیلات لکھی ہوئی ہیں۔

جناب علامہ رحمت اللہ ارشد نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا میں ہر شخص کو محبِّ وطن سمجھتا ہوں مجھے کسی کی وفاداری میں شبہ نہیں ہے۔لیکن یہ جو طریقہ کار ہے یہ کسی مقنّنہ کے لیے قابل فخر نہیں ہوسکتا ۔یعنی اگر ہمیں کسی مسودہ قانون کی مخالفت کرنا ہے تو کھل کر کریں اور سامنے آ کر مخالفت کریں میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اگر یہ بل پاس ہو جاتا تو یہ کریڈٹ ان کو ہوتا اور یہ پاس نہ ہوتا تو یہ Discredit بھی ان ہی کے کھاتہ میں لکھا جائے گا۔ میں نے ان حقائق جن کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرائی ہے یہ Breach of Privilege ہوا ہے ۔

اس تحریک استحقاق کا وزیر قانون نے جواب دیتے کہا کہ استحقاق مجروح نہیں ہوا لہٰذا اس تحریک کو جناب سپیکر مسترد کر دیں اس سلسلہ میں خواجہ محمد صفدر نے کہا یہ انتہائی رنج دہ مسئلہ ہے۔ جو آج اس ایوان کے سامنے پیش ہوا ہے میرے محترم دوست جناب وزیر قانون نے اس مسئلے کو واقعاتی طور پر اور قانونی طور پر یعنی دو صورتوں میں اپنے حق میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ واقعاتی طور پر جو کچھ انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ خود ایک معزز ممبر کو بلانے کی غرض سے تشریف لائے تھے اور انہوں نے اشارہ کیا تھا۔ مجھے ان کی یہ وضاحت قبول کرنے میں تامل نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ایک معزز رکن کو کسی خاص وجہ سے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے بلانے کے لیے تشریف لائے ہوں لیکن اس وقت میرا تاثر یہ تھا اور میں نے بلند آواز سے آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول بھی کرائی تھی کہ جناب وزیر قانون دروازے میں کھڑے ہو کر ممبروں کو بلا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے مختلف پارلیمنٹری سیکرٹریوں کے نام لے لے کر آپ کی توجہ دلائی تھی ۔ میں نے سردار احمد علی صاحب جو پارلیمنٹری سیکرٹری تو نہیں ہیں اور میرے بڑے اچھے دوست ہیں، ان کا نام لے کر کہا تھا کہ وہ پچھلی نشستوں پر جا کر اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو باہر لے جانے کی

کوشش فرما رہے ہیں ۔ یہاں تک کہ چند ایک دوستوں نے جو اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں باہر جانے سے انکار کیا۔ ان کی آواز میں نے بھی سنی اور آپ نے بھی سنی تھی۔ اس لیے واقعاتی طور پر جو کچھ جناب میمن صاحب نے ارشاد فرمایا ہے میں ذاتی طور پر تو ان کی وضاحت کو قبول کرتا ہوں کہ وہ درست فرماتے ہیں لیکن جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے اس کو کیسے جھٹلاؤں اور جو کچھ آپ نے دیکھا تھا وہی اس بات کی سب سے بڑی شہادت ہے اور جہاں تک میرے محترم دوست نے اس کے قانونی پہلو پر روشنی ڈالنے کی سعی فرمائی ہے تو اس کے متعلق میں یہی کہوں گا کہ وہ سعی لاحاصل تھی ۔ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ لفظ استحقاق اس ایوان میں اولین فرصت میں نہیں اٹھایا گیا۔اولین فرصت پرسوں کے بعد کل ہی ہو سکتی تھی ۔ میرے محترم دوست جناب علامہ صاحب نے آپ کی خدمت میں یہ تحریک استحقاق تحریر کرنے کے بعد ضروری کاغذات کے ساتھ پیش کر دی تھی۔

جناب والا! دوسرا مسئلہ جو وزیر قانون نے اٹھایا ہے، وہ یہ ہے کہ ہر روز یہاں Walk out بھی ہوتے ہیں ۔ٹھیک ہے، ہوتے ہیں اور یہ اپوزیشن کے استحقاقات میں سے ایک ہے کہ اپوزیشن آپ کے رویہ کے خلاف یا کسی اور مسئلہ کے خلاف احتجاجاً Walk out کرے۔ میں نے رات بہتیرا تلاش کیا کہ سابقہ تاریخ میں سے یہ معلوم ہو کہ Majority party walk out کر گئی ہو لیکن مجھے افسوس ہے ایسا کوئی precedent نہیں مل سکا پارلیمانی تاریخ میں یہ precedent قائم کرنا، یہ تاریخ بنانا انہی کا حصہ ہے ۔ اس قسم کی تاریخ یہی بنا سکتے ہیں ۔ اس سے پہلے جو بزرگ ان بنچوں پر بیٹھا کرتے تھے، وہ نہیں بنا سکے۔ اس لیے walk out سے مشابہ نہیں ہوسکتا جو کچھ اس دن ہوا۔walk out ایک پارلیمانی طریقہ ہے احتجاج کا۔وہ جائز ہے۔لیکن جو کچھ اس دن ہوا وہ آپ اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ یہ walk out تھا احتجاجاً یا اس لیے کہ اس بل کو پاس نہیں ہونے دینا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں درخواست کرتا ہوں کہ یہ تحریک بالکل in order ہے۔[۵]

جناب سپیکر نے اس ضمن میں فرمایا کہ میں اپنی رولنگ ۲۶ مارچ ۱۹۶۴ء کو دوں گا ۔ جناب سپیکر نے مقررہ تاریخ کو تفصیلی رولنگ دیتے ہوئے اس تحریک استحقاق کو آوٹ آف آرڈر قرار دیا۔(تفصیل کے لیے دیکھیے "Punjab Assembly Decisions-330")[۶]

....

محترمہ نجمہ تابش الوری نے صوبائی اسمبلی پنجاب کے اجلاس منعقدہ ۱۵ جون ۱۹۸۷ء کو ’’قومی زبان اردو کی توہین اور آئینی تقاضوں سے انحراف‘‘ کے عنوان سے ایوان اسمبلی میں تحریک استحقاق پیش کی، جو اردو زبان کی تاریخ ، نفاذ اور ارتقا کے حوالے سے ہمیشہ یاد رکھی جائے گی اور سنہرے حروف سے لکھی جائے گی۔ اس کی اہمیت وضرورت کے پیش نظر اس پوری تحریک استحقاق کو درج ذیل اقتباس میں پیش کیا جا رہا ہے تا کہ لسانی محققین بھی اس سے استفادہ کر سکیں:

> ’’میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۵۱ کے تحت اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا ہے اور یہ لازم کیا گیا ہے کہ دستور کے نفاذ سے ۱۵ سال کے اندر اندر ایسے انتظامات کیے جائیں[۷] جن کے مطابق اردو کو سرکاری اور دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکے ۔۔۔آئین کے نفاذ کو تقریباً[۸] 14 سال ہو رہے ہیں لیکن ابھی تک قومی سطح پر یا پنجاب کی سطح پر قومی زبان اردو کو دفتری و سرکاری زبان کا عملاً درجہ نہیں دیا جا سکا ۔آئین کی رو کے مطابق یہ درجہ پندرہ سال کے اندر اندر دیئے جانے کا مقصد جلد

سے جلد اس قومی فریضے کی تکمیل تھا اور اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ پندرہ سال بعد اس فریضے کی انجام دہی کی جائے۔ بلا شبہ صدر جنرل ضیاء الحق اور وزیر اعظم محمد خاں جونیجو نے ذاتی طور پر خود سفارتی تقریبات میں اردو کو ذریعۂ اظہار بنا کر قابل تحسین مثال قائم کی ہے اور اعلانات کی حد تک سرکاری دفتروں میں بھی اردو کے استعمال کی ہدایات انگریزی مراسلوں کے ذریعے جاری ہوتی رہتی ہیں[۹] مگر عملاً ابھی تک بیشتر محکموں میں انگریزی زبان کی حکمرانی ہے جو صریحاً قومی زبان اردو کی توہین اور آئینی تقاضوں سے انحراف کے مترادف ہے۔ خود صوبائی اسمبلی ابھی تک مکمل طور پر اردو کو دفتری زبان کی حیثیت سے نہیں اپنا سکی۔ صوبائی حکومت کی جانب سے اس آئینی تقاضے کی عدم تکمیل سے ایوان کا اجتماعی و انفرادی استحقاق پامال ہوا ہے۔''[۱۰]

اِس تحریک استحقاق پر محرک محترمہ نجمہ تابش الوری کے علاوہ وزیر قانون راجہ خلیق اللہ، سیّد اقبال احمد شاہ، محمد صدیق انصاری، چودھری گل نواز وڑائچ، قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمد افضل حیات)، وزیرِ صنعت (جناب غلام حیدر وائیں) اور میاں ممتاز احمد متیانہ نے اس اہم قومی نوعیت کی استحقاق کی تحریک پر اپنے اپنے نقطہ نظر کا اظہار کیا جو تاریخ کا حصہ ہیں۔[۱۱]

محرک بیگم نجمہ تابش الوری نے اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد اس حوالے سے اپنا مؤقف بیان کرتے ہوئے کہا:

''میری تحریکِ استحقاق اپنی دفعہ بھی آپ ہے، خود ایک آئینہ ہے، ہم اردو کے ساتھ سوتیلا پن کر رہے ہیں۔ جبکہ قانون کو بنے ہوئے ۱۵ سال ہو گئے ہیں، کیا وجہ ہے کہ ہم قانون پر عمل کروانے پر اتنے مجبور ہیں یا اس کے پس پردہ کوئی اور بات ہے اور اگر اس قانون پر عمل کرا دیا جاتا تو ملک میں یہ لسانی جھگڑے ہو رہے ہیں اور چند سال پہلے کی بات ہے۔ روزنامہ جنگ نے ایک اخبار کا ضمیمہ کراچی سے نکالا تھا ''اُردو کا جنازہ ذرا دھوم سے نکلے''۔ اگر ہم اپنے قانون پر عمل نہیں کروا سکتے تو پھر ایسے قانون بنانے کا کیا فائدہ، اور قومی زبان اردو کے ساتھ یہ سوتیلا پن کر رہے ہیں، جس کی وجہ سے سندھی، بلوچی، پٹھان اور پنجابی کے جھگڑے آج پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر ہم ایک زبان استعمال کریں وہ پورے ملک کی زبان ہو گی۔ پاکستان کی زبان ہو گی اور اس سے کسی کو بھی نقصان نہیں ہو گا۔ جبکہ دفتروں میں، تعلیمی اداروں میں ہم پڑھتے ہیں لیکن بیشتر ذریعۂ تعلیم انگریزی میں ہے۔''[۱۲]

محرک بیگم نجمہ تابش الوری نے اپنا مؤقف ایوان کے سامنے بیان کر دیا تو جناب سپیکر نے وزیرِ قانون کو کہا اگر وہ بیگم نجمہ تابش الوری کی تحریک کے حوالے سے اپنا مؤقف پیش کرنا چاہیں تو ایوان کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ وزیرِ قانون نے محرک کی بات کا جواب کچھ اس طرح سے دیا:

''یہ تحریک استحقاق pre-mature ہے' کیوں کہ آئین کے تحت بھی ۱۴ اگست ۱۹۸۷ء تک ہمیں چھوٹ دی گئی ہے۔ اس وقت تک ہم پر لازم نہیں آتا کہ ہم اردو بولیں اور اسے دفتری زبان کے طور پر رائج کریں۔''[۱۳]

وزیرِ قانون نے آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۶۵ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا:

"The Constitution shall come into force on the fourteenth day of August one thousand nine hundred and seventy three or on such earlier day as a president may notify."

وزیرِ قانون کہہ رہے تھے کہ اس سلسلے میں کوئی نوٹیفکیشن صدر کی جانب سے بھی جاری نہیں ہوا، نہ ہی ابھی کسی تحریک استحقاق

کا موقع ہے۔تو یہ تحریک استحقاق pre-mature ہے۔ انہوں نے آئین کے آرٹیکل ۲۵۱ (۱) کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ابھی تک وہ تاریخ نہیں آئی۔

آرٹیکل=251

(1)"The national language of Pakistan is Urdu, and arrangement shall be made for its being used for official and other purposes within fifteen years from the commencing day."

(2) Subject to clause (1), the English language may be used for official purpose until arrangements are made for its replacement by Urdu."

وزیرِ قانون نے قومی زبان اردو کے دستوری تحفظ اور اردو زبان کے نفاذ کے حوالے سے آرٹیکل کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ہمیں اتنی چھوٹ دی گئی ہے کہ جب تک ہم اردو کی متبادل اصطلاحات تلاش نہیں کرتے اس کا کوئی بندوبست نہیں کرتے ، اس وقت تک ہم اردو کو بنیاد نہ بنائیں۔انہوں نے کہا آئین کا آرٹیکل ۲۵۴ بڑا واضح ہے۔

آرٹیکل=254

"When any act or thing is required by the constitution to be done within a particular period and it is not done within that period, the doing of the act or thing shall not be invalid or otherwise ineffective by reason only that it was not done within that period."

وزیرِ قانون نے مزید کہا:ان سب باتوں کے باوجود ہم کوششیں کر رہے ہیں کہ ہم اپنے محکموں میں اردو کو جتنی جلدی ہو سکے رائج کریں۔اس میں تھوڑی سی فنی مشکلات ہیں۔ایک تو ہمارے پاس مشین نہیں ہے اور ہم نے کوشش کی ہے اور وہ بہت جلد ہمارے پرنٹنگ پریس میں لگ جائے گی لیکن اس میں بجٹ کی یا دوسری مشکلات اور فنی اصطلاحات بھی ہمارے سامنے آتی ہیں۔ابھی تک ہمیں اس کا متبادل مواد نہیں ملا ، متبادل الفاظ نہیں ملے۔ہماری کوشش ہے اور ہم کوشش کر کے وہ الفاظ جو فنی اصطلاحات کے تحت آتے ہیں ان کے ہم اردو کے متبادل الفاظ تلاش کریں اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ اگلا بجٹ اُردو میں ہو اور یہ ہماری کوشش تھی۔لیکن چند مشکلات کی بنا پر وہ ہم نہ کر سکے اور ہماری یہ کوشش ہو گی کہ تمام وسائل کو بروئے کار لا کر اگلا بجٹ اردو میں آئے۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تو فیڈرل گورنمنٹ کی پیروی کرنا ہوتی ہے اور فیڈرل منسٹری کے تحت ہم نے اقدام کرنے ہوتے ہیں۔یہ ممکن نہیں کہ پنجاب اُردو شروع کر دے اور فیڈرل گورنمنٹ اپنا دائرہ کار انگلش میں ہی رکھے تو جناب والا! میں درخواست کروں گا کہ اس میں کسی قسم کا استحقاق نہیں بنتا۔لہٰذا اسے آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جائے۔

بیگم نجمہ تابش الوری نے سپیکر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا:جنابِ سپیکر! میں وزیرِ قانون صاحب کی ممنون ہوں کہ انہوں نے جو کُچھ بھی کہا وہ میری سمجھ میں نہیں آیا اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور within fifteen years کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پندرہ سال گزرنے کے بعد ہی اس پر عمل کیا جائے۔اس دوران بھی اس پر عمل کیا جا سکتا تھا اور اگر ہم آہستہ آہستہ اور بتدریج

اس طرف آگے بڑھتے تو عین ممکن تھا کہ پندرہ سال گزرنے سے پہلے ہی ہم اس زبان اردو کو قومی درجہ دے دیتے۔ (وزیرِ قانون راجہ خلیق اللہ نے بیگم نجمہ تابش الوری کی بات کا جواب بڑے ہلکے پھلکے انداز میں دیتے ہوئے یہ کہا کہ سمجھنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے) بیگم نجمہ تابش الوری اور وزیر قانون راجہ خلیق اللہ کی قومی زبان کے حوالے سے تحریک استحقاق پر بحث کے بعد اس اہم قومی نوعیت کی بحث میں سید اقبال احمد شاہ نے حصہ لیتے ہوئے کہا ''گو کہ اسمبلی کی کارروائی اردو میں ہو رہی ہے اور لازمی ہے کہ اگر کسی نے انگریزی میں تقریر کرنی ہوتی ہے تو آپ (جناب سپیکر) ارشاد فرما دیتے ہیں کہ آپ اجازت لیں تو جب یہ لازمی قرار دیا گیا کہ اردو میں بولا جائے تو جناب اُسی طریقے سے میں جناب والا! عرض کروں گا اس بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ ہماری سیٹیں (ایوانِ اسمبلی میں اراکین کی نشستیں) جو ہیں وہ انگریزی حروف سے شروع کی گئی ہیں میں درخواست کروں گا کہ اردو حروف سے ان کو شروع کیا جائے۔''[۱۴] اس موقع پر جناب محمد صدیق انصاری نے کہا کہ میں عرض کروں گا کہ اردو کو دفتری زبان قرار دینے کے لیے کوئی عرصہ مقرر کیا جائے جب کہ سید اقبال احمد شاہ نے دوبارہ بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ جس طرح آپ نے اردو کو قومی زبان کے لیے پندرہ سال مقرر کیے ہیں اسی طرح سمجھ آنے کے لیے بھی کچھ وقت مقرر کیا جانا چاہیے[۱۵] سید اقبال احمد شاہ اور وزیر قانون راجہ خلیق اللہ اور محمد صدیق انصاری کے قومی زبان کے حوالے سے بحث و مباحثہ پر ریمارکس دیتے ہوئے میاں منظور احمد وٹو (سپیکر) نے سید اقبال احمد شاہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''شاہ صاحب آپ نے بات میں سے خوب بات نکالی ہے۔ یہ جو سیٹوں کی تقسیم ہے اردو زبان کے اعتبار سے ان کی تقسیم کی جائے تو ہم نے اس دفعہ بھی چاہا کہ اس کو اے۔ بی۔ سی کی بجائے الف۔ ب سے شروع کریں۔ اس میں تھوڑی سی دشواری پیش آئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سیشن میں ہم الف۔ ب سے شروع کر دیں گے۔''[۱۶]

اس دوران جناب سپیکر نے محترمہ بیگم نجمہ تابش الوری کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''بیگم صاحبہ ابھی دستور پاکستان کو بنے پندرہ سال نہیں گزرے ہیں۔ پندرہ سال گزر جائیں تو پھر ہی کوئی بات بنے گی۔ اگر آپ دستورِ پاکستان کے حوالے سے بات کریں گے تو دفتروں میں اردو زبان رائج نہیں ہوئی تو اس میں آپ کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا۔''[۱۷]

جناب سپیکر کے استفسار پر کہ استحقاق کیسے مجروح ہوا تو بیگم نجمہ تابش الوری نے کہا کہ ''یہ پوری قوم کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لیے کہ جب ایک قانون بن جائے تو قانون بنانے والوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس پر عمل درآمد کروائیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر اس کو پندرہ سال کا وقفہ دیا گیا ہے تو پندرہ سال کے بعد ہی اس قانون کو لاگو کیا جائے تو یہ تو قومی زبان کا بھی Privilege Breach ہوا ہے اور اردو کا بھی Privilege Breach ہوا۔ ہماری قومی زبان اردو ہے (وزیر قانون نے کہا کہ اسمبلی میں اردو زبان چلتی ہے۔ محترمہ کہتی ہیں کہ اردو کا Privilege Breach ہوا ہے قانون صرف اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ ان پر عمل درآمد کیا جائے تو یہ ضروری ہے کہ وقفہ ابھی پورا نہیں ہوا اور چودہ اگست (چودہ اگست ۱۹۸۷ء) تک ابھی وقت باقی ہے تو کیا یہ گارنٹی دیتے ہیں کہ پورے ملک میں سرکاری زبان اردو ہو گی اس حوالے سے جناب سپیکر کہہ رہے تھے کہ ''بیگم صاحبہ (بیگم نجمہ تابش الوری) اس میں آپ یہ بتائیے کہ آپ کا استحقاق کس بات سے مجروح ہوا ہے تو جواب میں بیگم نجمہ تابش الوری نے کہا کہ یہ میرا استحقاق ہی نہیں مجروح ہوا یہ تو پوری قوم کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں قوم کی نمائندہ ہوں۔

جنابِ سپیکر: اس وقت ہم قوم کے استحقاق کی بات نہیں کر رہے ہیں اور ایک ممبر اسمبلی کے استحقاق کی بات کر رہے ہیں ۔

بیگم نجمہ تابش الوری: بحیثیت اس ایوان کے میں عوامی نمائندہ ہوں اور میرا فرض ہے کہ میں اپنے حلقے میں اٹھنے والی آوازوں کو آپ تک پہنچاؤں اور انہوں نے میری توجہ اس طرف دلوائی ۔

چودھری گل نواز وڑائچ: پوائنٹ آف آرڈر میں بیگم صاحبہ سے استدعا کرتا ہوں ۔ یہ ممبران کے نمائندے ہیں عوامی نمائندے نہیں ۔ (بیگم نجمہ تابش الوری خواتین کی مخصوص نشستوں پر منتخب ہوئیں)[۱۸]

بیگم نجمہ تابش الوری: ممبران کے نمائندے تو ہیں مگر ممبران کس کے نمائندے ہیں ۔ ممبران تو عوام کے نمائندے ہیں تو فاضل رکن کے کہنے سے تو میرا استحقاق اور بھی زیادہ بڑھ گیا ہے ۔ ہم ان کے نمائندے ہیں اور یہ عوام کے نمائندے ہیں ۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ constitutional breach ہے ۔ اس لحاظ سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس ایوان کے استحقاق کے حوالے سے معزز ممبر جو اس تحریک کے محرک ہیں ، ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔[۱۹]

جنابِ سپیکر نے قائد حزبِ اختلاف میاں افضل حیات سے کہا کہ وہ اس پر روشنی ڈالیں کیا یہ پریولیج موشن ہے جو بیگم صاحبہ نے پیش کی ہے اور اس کی تائید محمد رفیق نے کی ہے ۔ قائد حزبِ اختلاف کہہ رہے تھے کہ میں محمد رفیق کی بات پوری طرح سے نہیں سن سکا ۔ تو محمد رفیق نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ’’بات جو شروع ہوئی اور جہاں تک میں نے سنی اور جس میں آئین کا حوالہ دیا گیا کہ پاکستان کے آئین میں یہ درج ہے کہ پندرہ سال کے اندر قومی زبان اردو کی بتدریج ترویج کی جائے گی اور چونکہ اس پر اس حوالے سے کوئی کام یا مناسب اقدام نہیں کیے گئے ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کی خلاف ورزی ہے ۔ تو ظاہر ہے کہ صوبائی اسمبلی جو صوبے کا مقتدر ادارہ ہے اور جو آئینی تحفظ کے لیے جو اقدامات کرنے چاہییں تھے ان میں ناکامی ہوئی ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو معزز محرک ہیں انہوں نے آئین کے حوالے سے درست فرمایا ہے ۔

قائد حزبِ اختلاف میاں محمد افضل حیات نے اس تحریک استحقاق کی تائید کی اور کہا ان کا مقصد یہ ہے اور یہ ٹھیک ہے کہ آئین کی خلاف ورزی ۱۵ سال بعد ہوئی ۔ لیکن میاں صاحب (سپیکر میاں منظور احمد وٹو) یہ نہیں کہتے کہ آئین کی خلاف ورزی اس وقت ہو اس وقت کوئی آثار نظر نہیں آرہے جس سے یہ ثابت ہو کہ ۱۵ سال تک اردو مکمل طور پر رائج ہو جائے گی کوئی اس قسم کے اقدام ہوتے نظر نہیں آرہے ۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ ابھی سے کچھ ایسے اقدامات نظر آئیں یا کیے جائیں تا کہ پہلے جو خیال ہے کہ ایسا ہو جائے گا وہ کم از کم نہ ہو ۔[۲۰]

سپیکر نے قائد حزب اختلاف کے نقطہ نظر سے ذاتی طور پر اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ جناب وائیں (وزیر صنعت غلام حیدر وائیں) اپنی رائے کا اظہار کریں کہ Constitutional Requirement کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ۔

اس موقع پر اردو زبان کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے وزیر صنعت غلام حیدر وائیں نے کہا کہ جہاں تک اس کی آئینی صورت کا تعلق ہے جناب وزیر قانون نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور یہ بات درست ہے کہ ۱۹۸۸ء تک آئین کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہمیں اپنی قومی زبان اردو مکمل طور پر پاکستان میں نافذ کرنا ہوگی لیکن لیڈر آف اپوزیشن نے جو بات ارشاد فرمائی ہے جس پر آپ (سپیکر) نے بھی اپنے خیال کا اظہار فرمایا ہے ۔ ضروری نہیں ہے کہ جو حتمی تاریخ ہو اس تاریخ تک ہی ہم اس بات

کا انتظار کریں ۔اردو ہماری قومی زبان ہے اور ہمیں اپنی قومی زبان پر فخر ہے ۔اردو دُنیا کی تمام زبانوں میں عظیم زبان ہے اور یہ دُنیا کی تمام زبانوں کے معیار پر پورا اترتی ہے ۔ اس لحاظ سے علمی طور پر ہمیں اپنی قومی زبان کو اس ملک میں جلد از جلد رائج کر کے یہ ثابت کرنا ہو گا کہ یہ زبان بین الاقوامی ذمہ داریوں کو بھی پورا کرنے کی بھرپور اہلیت رکھتی ہے ۔ اس سلسلے میں یہ درست ہے کہ Conversion کا سلسلہ بتدریج یہاں پر ہو رہا ہے اور اس وقت بھی مقتدرہ زبان (مقتدرہ قومی زبان) کا جو ادارہ ہے اس کے لیے بیش بہا خدمات سرانجام دے رہا ہے ۔ٹیکنیکل اور فنی جو اصطلاحات ہیں ان کو متبادل زبان کے طور پر رائج کرنا یہ وقت کا سب سے اہم تقاضا ہے ۔ غلام حیدر وائیں نے اس حوالے سے مزید کہا کہ میں ان احساسات سے اتفاق کرتا ہوں کہ قومی زبان اردو کو مکمل طور پر اپنے معاشرے میں رائج کرنے کے لیے اس وقت زیادہ تدابیر اختیار کرنی چاہیے تا کہ ۱۹۸۸ء تک اب بہت نہیں ہمیں اسے In Letter and Spirit رائج کرنا چاہیے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میری محترمہ بہن کے جو احساسات ہیں اس ایوان کی وساطت سے متعلقہ محکمے کو بھی پہنچیں گے اور ہم حکومت کو بھی اس بات کے لیے ترجیحی بنیادوں پر اردو کو مکمل طور پر رائج کرنے کے لیے اپنی ذمہ داریاں پورا کرنے کا بھرپور احساس دلائیں گے۔ غلام حیدر وائیں نے آخر میں یہ تجویز دی کہ پریویلج موشن پر زور نہ دیں کیونکہ یہ مسئلہ کوئی متنازعہ نہیں ہے اس میں ہم سب شامل ہیں اور ہمیں قوم کی قومی زبان اردو کو بھرپور وقار اور مقام دلانا ہے۔[۲۱]

بیگم نجمہ تابش الوری نے غلام حیدر وائیں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے بھرپور یقین دہانی دلائی ہے لیکن جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس کی روشنی میں جب تک وہ مکمل نہیں ہو جاتا آئین کی روح مکمل نہیں ہو جاتی اردو کو قومی زبان کا درجہ پوری طرح سے نہیں دیا جا سکتا ۔ اس وقت تک میری یہ تحریک استحقاق پینڈنگ کر دیں ۔ اس پر جناب سپیکر نے کہا کہ بیگم صاحبہ کیا اس کے بعد اسی موضوع پر پریویلج موشن نہیں پیش کی جا سکے گی تو جواب میں بیگم نجمہ تابش الوری نے کہا کہ میں اپنی جانب سے تو نہیں پیش کروں گی میری طرف سے تو یہ پینڈنگ ہی رہے گی کیونکہ ان کی (وائیں صاحب) یقین دہانی کے بعد میں مطمئن ہو گئی ہوں ۔جب یہ مکمل طور پر رائج ہو جائے گی۔ اردو کا وقار بحال کروا دیں گے ۔قانون پر عمل درآمد کروا دیں گے ۔آئینی ذمہ داریاں پوری کر لیں گے ۔اس وقت میں یہ پریویلج موشن واپس لے لوں گی۔

بیگم نجمہ تابش الوری اس بات پر اصرار کر رہی تھیں کہ اس تحریک استحقاق کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس پر بحث کی جائے ۔جب کہ جناب سپیکر کہہ رہے تھے ہم اس کے فنی پہلوؤں پہ بات کریں کہ آپ کا استحقاق بنتا ہے یا نہیں بنتا۔ اگر آپ کا استحقاق بنتا ہے تو پھر ٹھیک ہے اگر نہیں بنتا ہے تو otherwise اس پر فیصلہ ہو۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہ کریں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: بحث کی جائے ، پہلے تو یہ فیصلہ ہو گا کہ فنی اعتبار سے آپ کا Breach of Privilege ہے یا نہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: دیکھیے ہم قانون کے پابند ہیں ۔ یہ ۱۹۷۳ء کا قانون (آئین) ہے ۔اس کا ایک آرٹیکل نمبر ۲۵۱ ہے ۔ اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا تو اس طرح قانون کا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔میں نے یہ درخواست کی ہے کہ جب تک وہ اپنی یقین دہانی کو رائج نہیں کرا لیں گے پوری نہیں کروا لیں گے ، آپ میری پریویلج موشن کو پینڈنگ کر دیں۔

جناب سپیکر: آئین کی کسی شق پر عمل درآمد نہ ہو تو کسی معزز رُکن اسمبلی کے استحقاق کا معاملہ پیدا ہوسکتا ہے۔اب دیکھنے کا مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس میں قانون کی کسی شق پر عمل درآمد نہیں ہوا، جس پر ہونا چاہیے تھا۔جو بات آپ فرما رہی ہیں اس پر ۱۵ سال کا وقفہ ابھی پورا نہیں ہوا۔

بیگم نجمہ تابش الوری: یہ ضروری تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ہاں اس سے پہلے اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ اقدامات کرنے پر زور دیا جا سکتا ہے لیکن جس وقت تک وہ وقفہ پورا نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہ Breach of Privilege بنتا، یہ معاملہ میں سمجھتا ہوں متنازع ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! اس کو پینڈنگ رکھیں۔ میں واپس نہیں لوں گی۔ کیونکہ یہ بہت اہم اور قومی مسئلہ ہے۔ یہ صرف میرا مسئلہ نہیں ہے۔یہ پوری پاکستانی قوم کا مسئلہ ہے۔[۲۲]

اس موقع پر چودھری گل نواز وڑائچ نے استدعا کی کہ اس کے فنی پہلوؤں پر بات کی جائے تو زیادہ اچھا ہے۔آیا یہ پریولیج بنتا ہے یا نہیں تو میاں ممتاز احمد متیانہ نے کہا کہ ہماری معزز رکن بیگم صاحبہ نے خود فرمایا ہے کہ وہ اس وقت جناب غلام حیدر وائیں کے جواب سے مطمئن ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں کچھ خدشات ہیں جن کی بنیاد پر وہ پینڈنگ کرانا چاہتی ہیں۔ پریولیج موشن پر جب وہ اپنی تسلی وتشفی کا اظہار کر چکی ہیں تو اس موضوع کے علاوہ وہ بنتی ہے یا نہیں میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اس پر کیوں بضد ہیں۔Breach of Privilegeاس وقت ہو گا جب یہ عرصہ پورا ہو جائے گا اور آئین کے تابع جتنا وقفہ حکومت کو دیا گیا ہے وہ گزر جائے گا۔ اس وقت تک اگر قومی زبان رائج نہ ہو سکے گی تو تب جا کر کہیں کسی ممبر کا پریولیج بنتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں جس طرح انہوں نے اظہار کیا ہے کہ ان کی تسلی ہوگئی ہے اگر کہیں دوبارہ ضرورت پڑے تو نئے سرے سے اپنا پریولیج پیش کریں اور اس کے متعلق دوبارہ ان کی تسلی اور تشفی کے لیے حکومت اقدامات کرے گی۔ لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنا پریولیج موشن واپس لے لیں۔ اس وقت یہ پریولیج موشن نہیں بنتا۔ اگر ۱۵ سال کی مدت پوری ہونے تک حکومت کوئی قدم نہیں اٹھائے گی تو اس کے بعد آپ پریولیج موشن دے سکتی ہیں۔ انشاء اللہ آپ ہاؤس میں ہیں اس وقت آپ کا یہ حق فائق بنے گا۔[۲۳]

میاں ممتاز احمد متیانہ کی یقین دہانی پر بیگم نجمہ تابش الوری نے کہا کہ میں پریولیج موشن واپس تو نہیں لیتی البتہ میں اس کو پریس نہیں کرتی۔اس پر جناب سپیکر نے بیگم صاحبہ کا شکریہ ادا کیا۔(تفصیل کے لیے دیکھیے "Punjab Assembly Decisions-309")[۲۴]

....

گزشتہ سال یقین دہانی کے باوجود بجٹ برائے ۸۸۔۱۹۸۷ء کا اردو میں پیش نہ کیا جانا کے عنوان سے مولانا منظور احمد چنیوٹی نے یہ تحریک استحقاق پیش کی۔

> ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ اُردو ہماری قومی زبان ہے اور دستور پاکستان کی رو سے تمام تر سرکاری کارروائی ۱۹۸۸ء تک اردو میں کرنی لازمی ہے لیکن چالیس سال سے ہم پر دشمنان اسلام‘ انگریز کی بدیشی زبان انگلش مسلط ہے اور قومی زبان سے سوتیلی اولاد والا سلوک کیا جا رہا ہے۔

۸۸۔۱۹۸۷ء کا سالانہ بجٹ جو مورخہ ۸۷۔۶۔۸ کو پیش کیا گیا وہ انگلش زبان میں ہے۔ اس سے پہلے ضمنی بجٹ بھی انگلش میں پیش کیا گیا ہے جبکہ ممبران کی ایک بڑی تعداد انگلش نہیں جانتی اور وہ اس پر بحث نہیں کر سکتی جو ان کا ایک بنیادی اور قانونی حق ہے۔ گزشتہ سالوں میں بھی بجٹ انگلش میں پیش کیے گئے اور جب ہاؤس میں مطالبہ کیا گیا کہ بجٹ قومی زبان میں پیش کیا جائے تو یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ آئندہ بجٹ اُردو میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی لیکن وعدے کے باوجود موجودہ بجٹ بھی انگلش میں پیش کیا گیا۔ اس سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔''[۲۵]

تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اپنے مختصر بیان میں کہا۔ جناب سپیکر' میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان بنے ہوئے چالیس سال گزر گئے۔ ہم نے اور ہمارے آباؤاجداد نے مسلسل جدوجہد کے بعد انگریز کو اس ملک سے نکالا اور اس برصغیر کو آزاد کرایا۔ پھر ہم نے اس برصغیر میں سے ایک اپنا علیحدہ حصہ لیا۔ اس بنیاد پر کہ یہاں ہم اسلامی نظام قائم کریں گے' اسلامی کلچر ہوگا اور ہماری اپنی قومی زبان اور قومی روایات کو زندہ کیا جائے گا لیکن چالیس سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ہماری قومی زبان اردو جو شروع سے سرکاری زبان قرار دے دی گئی تھی' اس کی طرف کوئی قدم نہ بڑھایا گیا۔ جبکہ پچھلے دستور کے مطابق یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ پندرہ سال تک تمام کارروائی اردو میں کر دی جائے گی۔ قطع نظر اس کے کہ یہ ہماری قومی زبان تھی اور ہم اس کو اولیت دیتے اور جس انگریز کو یہاں سے نکالا تھا' ہم اپنے تشخص کو اور اپنی قومی حیثیت کو اجاگر کرنے کے لیے اپنی قومی زبان کو اپناتے' وہ ہم نے آج تک نہ اپنایا لیکن اس سے قطع نظر اسمبلی میں' میں یا میرے بعض اور دوست' جو انگریزی نہیں جانتے' ہمارا استحقاق ہے اور ہم نے مطالبہ کیا کہ اگر آپ انگریزی میں بجٹ پیش کرتے ہیں تو پھر اس کو اردو میں بھی مہیا کیا جائے۔ یہ ہمارا حق تھا کہ بجٹ ہمیں اردو میں مہیا کیا جائے۔ اگر سارا بجٹ آپ اردو میں تیار نہیں کرتے' تمام کاپیاں تیار نہیں کرتے اور آپ مجبور ہیں' حالات آپ کو مجبور کرتے ہیں کہ آپ انگلش میں تیار کریں تو ہمارا بھی حق ہے کہ ہمیں اردو میں کاپی مہیا کی جائے۔ یہ ہمارا حق ہے کہ ہمیں اردو میں کاپیاں دی جائیں۔ دو اجلاسوں میں اس پر شدید احتجاج کیا گیا اور ہم سے وعدہ کیا گیا کہ آئندہ بجٹ اُردو میں پیش کیا جائے گا۔ لیکن اب تک اس کی طرف کوئی قدم نہیں بڑھایا گیا اور اب جو ہمیں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کی کاپیاں دی گئی ہیں وہ بھی انگریزی میں پیش کی گئی ہیں۔ یہ قومی زبان کے ساتھ ایک نہایت غیر منصفانہ سلوک کیا جا رہا ہے اور یہ ہماری روایات کے خلاف ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا اس طرح استحقاق پامال ہوا ہے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس میں اس کا صحیح فیصلہ ہو سکے۔

اس تحریک استحقاق کے متعلق وزیر خزانہ چودھری ممتاز حسین نے کہا جناب سپیکر' میرے فاضل رکن کی یہ تحریک استحقاق اس لحاظ سے پختہ نہیں ہے۔ حکومت نے اس سے متعلق یہ اعلان کیا تھا کہ اگست ۱۹۸۸ء تک آئین کے تحت بجٹ کی تمام کارروائی کو اردو میں کیا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ گزارش کروں گا کہ میں بھی ذاتی طور پر اس چیز کے حق میں ہوں کہ انگریزی سے جتنی جلدی ہو سکے چھٹکارا حاصل کیا جائے اور اپنی اردو زبان کو اپنا تشخص دیں لیکن اس میں کچھ قباحتیں ہیں' مشکلات یہ ہیں کہ ابھی تک ہم اس پوزیشن میں نہیں ہوئے کہ بجٹ کے متعلق جو اصطلاحات ہوتی ہیں ان کا اس طریقہ سے ترجمہ کیا جائے کہ وہ عام و

خواص کی سمجھ میں آ جائیں اور اس بجٹ کی کارروائی اور اس ضمن میں جو بھی کیفیات ہیں وہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائیں ۔ دوسری بات جو انہوں نے فرمائی ہے کہ یقین دہانی کرائی گئی تھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ یقین دہانی اسی سلسلہ میں کرائی گئی تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے ہم انگریزی کو چھوڑ کر اردو کی طرف آنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن بات وہی آتی ہے کہ جب بھی ہم اس پوزیشن میں آجائیں گے خاص طور پر وہ اصطلاحات جو بجٹ میں پیش کی جاتی ہے اور جو درج کی جاتی ہے ۔ اس کا اردو میں باسانی ترجمہ ہوجائے تو انشاء اللہ اس میں ایسی کوئی قباحت نہیں رہے گی کہ ہم اردو میں بجٹ کو پیش نہ کرسکیں ۔ اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے۔ اسی مشکل کی وجہ سے فیڈرل گورنمنٹ کا بجٹ بھی انگریزی میں آ رہا ہے ۔ اس کے لیے کوشش ہو رہی ہے کہ پرنٹنگ پریس کا بھی انتظام کیا جائے اور دیگر مشینیں بھی جو اس سلسلہ میں استعمال ہونے والی ہیں ان کے حصول کے لیے بھی کوشش کی جائے ۔ میں پھر فاضل رُکن کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی شخص بھی میں نہیں سمجھتا کہ وہ چاہے کہ ہم ابھی تک اور ہمیشہ کے لیے انگریزی کو اپنے سینہ سے چمٹائے رکھیں ۔ ہماری اولین کوشش یہی ہوگی کہ جتنی جلدی ممکن ہو دفتری کام کو بجٹ کے علاوہ ہر چیز کو اردو میں اپنائیں اور اردو کا تشخص اجاگر کریں۔[۲۶]

وزیر خزانہ کے اس بیان کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ جناب سپیکر! وزیر موصوف صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں مشکلات ہیں اور بعض انگریزی کے الفاظ کے متبادل نہیں ملا تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر ۴۰ سال آپ اس پر قادر نہیں ہوئے اور آپ کو کتنے ۴۰ سال مزید درکار ہوں گے ۔ زندہ قوموں کو اپنے تشخص کو قائم رکھنے کے لیے اتنی مدت درکار نہیں ہوتی تمام ممالک جہاں ان کی اپنی قومی زبان ہے۔ ان کی تمام تر سرکاری کارروائی تو قومی زبانوں میں ہوتی ہے لیکن ہم چالیس سال سے ابھی تک ہم اپنی زبان کے ہوتے ہوئے بھی محتاج ہیں کہ ہمیں کوئی متبادل الفاظ نہیں ملتے اور اب تک ہم قادر نہیں ہو سکے اور آخر اس کے لیے کتنی مدت درکار ہوگی۔ ہم ۴۰ سال تک بھی اس میں کامیاب نہیں ہو سکے تو پھر ایسی زبان کو ترک ہی کر دینا چاہیے۔اگر یہ اتنی ناقص زبان ہے اور اس میں کوئی متبادل الفاظ نہیں ہیں تو عربی بڑی فصیح اور بلیغ زبان ہے اور ہماری اسلامی زبان ہے تو پھر ہم عربی کو سرکاری زبان کے طور پر استعمال کریں وہ تو اتنی فصیح اور بلیغ زبان ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی یا تو اپنی قومی زبان کا لحاظ کرتے ہوئے اس پر فوری طور پر آئین کے مطابق عملدرآمد ہونا چاہیے ، اگر یہ زبان ناقص ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس قومی زبان کی بجائے عربی زبان کو جو اسلامی زبان ہے اس کو سرکاری زبان قرار دے دیں تا کہ آپ کو یہ دقت پیش نہ آئے ۔ آخر اس کا کیا حل ہوسکتا ہے؟

وزیر خزانہ: جناب فاضل رُکن کا یہ کہنا کہ اردو زبان ناقص ہے اردو زبان میں ترجمہ نہیں ہوسکتا ۔ میں ان سے اتفاق نہیں کرتا ۔اگر ہم یہ کہیں اردو زبان ناقص ہے تو میں سمجھوں گا کہ ہم اپنے تشخص کو بگاڑ رہے ہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں اگر ماضی میں اس سلسلہ میں کوئی چشم پوشی ہوتی رہی ہے یا سستی سے کام لیا جاتا رہا ہے اس کا میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اس حکومت کی طرف سے میں یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت اس سلسلہ میں پوری دلچسپی لے رہی ہے اور کام سنجیدگی سے ہو رہا ہے اور میں مولانا آپ کو دعوت دیتا ہوں' وہ اصطلاحات جس کے ترجمہ میں ہمیں مشکلات پیش آ رہی ہیں ۔ہم ان کے پاس بھیج دیتے ہیں وہ ہماری مدد کریں اور اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ بیٹھیں ۔ یہ کام جتنی جلدی ہو جائے ہم اگلے سال اللہ کے فضل سے بجٹ اُردو میں پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب وزیر خزانہ کی اس وضاحت کے بعد آپ کا کیا ارشاد ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! یہ مسئلہ نہایت اہم ہے اور ۴۰ سال سے ایک ظلم ہو رہا ہے' نا انصافی ہو رہی ہے اور خصوصاً ہم دو اڑھائی سال سے یہاں موجود ہیں ۔ ہمارا استحقاق پامال اور مجروح ہو رہا ہے یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہمیں اردو میں بجٹ دیا جائے اس لیے میں تو یہ استدعا کروں گا کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے' جہاں تک وزیر موصوف کا یہ کہنا کہ وہ اردو کو زبان ناقص سمجھ رہے ہیں میں نہیں سمجھ رہا۔ میں تو آپ کے جواب کی روشنی میں کہتا ہوں کہ ہمیں ۴۰ سال میں ایسے متبادل الفاظ نہیں مل سکے ۔ اگر آپ ۴۰ سال میں اس پر کامیاب نہیں ہو سکے اور آپ کو متبادل الفاظ نہیں مل سکے ۔ میں نے تو متبادل تجویز پیش کی ہے ۔ میں تو اس حق میں ہوں کہ آپ اپنی قومی زبان کو رائج کریں اور آپ کی دوسری پیشکش کے لیے میں تیار ہوں لیکن آپ کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں ۔آپ نے اردو زبان کے لیے تحقیقاتی ادارے بنائے ہیں اور وہ اس پر کافی مُدت سے کام کر رہے ہیں ۔ انہوں نے تمام اصطلاحات کو اردو میں منتقل کر دیا ہے ۔مستقل ادارے موجود ہیں ۔ اس لیے یہ کوئی بات نہیں ہے ۔ یہ بات تو میں اس لیے کہتا ہوں اگر آپ اس پر قادر نہیں ہوتے تو پھر اپنی اسلامی زبان کو واپس لے آئیں اور اس انگریزی زبان کو چھوڑ دیں ۔ جناب میری استدعا یہ ہے کہ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے اس تحریک کو جو ہمارے ساتھ دو اڑھائی سال سے زیادتی ہو رہی ہے۔ برابر طور پر مجروح کیا جا رہا ہے ۔ اس لیے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! مولانا صاحب نہیں مان رہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں تو مولانا صاحب کو دعوت دے چُکا ہوں کہ وہ ہمارے ساتھ آئیں' شریک عمل ہوں اور ہمیں جو مشکلات درپیش ہیں ان کو دور کرنے کے لیے ہماری مدد کریں ۔جتنی جلدی ہم مل جل کر یہ کام کریں گے اتنی جلدی یہ کام آسان بھی ہو جائے گا اور مکمل بھی ہو جائے گا۔اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ابھی ہم اس تحریک کے فنی پہلوؤں پر بات نہیں کر رہے۔ابھی تو facts کی بات ہو رہی ہے کہ کیا ممکن ہے اور کیا ممکن نہیں ہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! یہ ناممکن والی بات بالکل نہیں ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے جو میں نے پہلے مشکلات آپ کے سامنے پیش کی ہیں اس کی وجہ سے اس میں وقت لگ رہا ہے لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو ذہنی طور پر یہ چاہتا ہو کہ انگلش رائج رہے اور اردو کو ہم پس منظر میں رکھیں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں آپ قطعی طور پر کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں کہ اگلا بجٹ اردو میں پیش کیا جائے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں اس میں کوشش کی بات کہہ رہا ہوں کہ ہم پوری کوشش کریں گے اور انشاء اللہ آپ دیکھ لیں کہ اس کوشش میں کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب ! آپ کے لیے تو کوئی مشکل نہیں ہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! ہم پوری کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: اس میں اگر کوئی دقت ہے تو اس کا آپ ذکر کر دیجئے۔

وزیرِخزانہ: جناب والا! میں نے عرض کی ہے کہ بجٹ کی انگلش میں اتنی اصطلاحات ہیں جو کہ ان کا اردو ترجمہ کرتے وقت دقت درپیش ہوتی ہیں اور اس کا اردو ترجمہ کرنے کے لیے ہم نے پہلے ہی کوشش شروع کی ہوئی ہے اور ساتھ ساتھ کرتے رہیں گے یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان مشکلات پر ہم نے قابو پا لیا تو انشاء اللہ آپ کا اگلا بجٹ اردو میں ہوگا۔ اگر اس میں ہم مشکلات پر قابو نہ پا سکے تو پھر کوشش جاری رہے گی اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی مولانا! اب آپ کا کیا ارشاد ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! اگر یہ یقین دہانی فرمائیں کہ آئندہ ہماری اسمبلی کی کارروائی جتنی بھی ہے وہ اردو میں ہوگی۔ ابھی جو ہمیں کتابیں پیش کی گئیں ہیں وہ بھی انگلش میں ہیں بجٹ کے علاوہ جو ہمیں پرسوں کتابیں دی گئی ہیں وہ بھی انگلش میں ہیں۔ اگر یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ ہم آئندہ تمام کارروائی اردو میں پیش کریں گے تو میں اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مولانا! یہ سب کارروائی کی بات نہیں ہو رہی یہ بجٹ کی بات ہو رہی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! بات تو یہی ہے کہ بجٹ انگلش میں ہے اور ہم اسے نہیں سمجھ سکتے اور اب جو دوسری کتابیں ہمیں دی گئی ہیں وہ بھی انگلش میں ہیں۔ کم از کم میں انہیں نہیں سمجھ سکتا دوسرے سمجھتے ہوں گے۔

جناب سپیکر: دوسری کن کتابوں کا آپ ذکر کر رہے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! یہ جو ابھی آپ نے رپورٹیں دی ہیں وہ انگلش میں ہیں۔ میں دوسرے ممبران کی بات نہیں کرتا وہ سارے سمجھتے ہوں گے لیکن میں انگلش نہیں سمجھتا' میرا یہ حق ہے کہ مجھے میری قومی زبان اردو میں مہیا کیا جائے۔ میرا اس سے استحقاق مجروح ہوتا ہے یا تو یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ آئندہ جو ہمیں چیز دی جائے گی وہ ہماری قومی زبان میں ہوگی۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! ابھی ہم آپ کے استحقاق مجروح ہونے کی بات نہیں کر رہے وہ تو مجروح ہوتا یا نہیں ہوتا ہے وہ تو ہم فنی نقطہ نگاہ سے دیکھیں گے۔ ابھی تو ہم آپ کو سہولت دینے کی بات کر رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! فنی اعتبار سے تو آپ نے مجروح کرنا ہے۔ وہ تو مجھے معلوم ہے۔ وہ تو فنی اعتبار سے مجروح ہو ہی جائے گا لیکن میں تو آپ سے بھی استدعا کروں گا کہ آپ ہمارے سربراہ ہیں' چیئرمین ہیں آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس قومی زبان کو ترقی دینے کے لیے اپنانے کے لیے اپنے اختیارات کا استعمال کریں اور آپ ہدایت جاری کریں کہ تمام کارروائی اردو میں ہونی چاہیے جب ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہماری قومی زبان ہے اور یہ صلاحیت بھی رکھتی ہے کہ یہ متبادل زبان بن سکتی ہے تو ہم کیوں نہ اپنی کارروائی اردو میں کریں۔ جب ہم اپنا ما فی الضمیر' دوسری باتیں اپنی قومی زبان میں کرتے ہیں تو ہمیں اس میں کوئی دقت نہیں۔ اس لیے آپ کے بھی فرائض میں ہے کہ ان کو ہدایت کریں کہ آپ اپنی کارروائی اور تمام چیزیں اردو میں پیش کیا کریں اور اپنی اس قومی زبان کو ترویج دینے کے لیے اس کا سہرا اپنے سر لیں۔ اگر یہ یقین دہانی آپ بھی کرا دیں تو میں اس پر کوئی زور نہیں دیتا۔

وزیرِ خوراک سردار امجد حمید خان دستی نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جناب وزیرِخزانہ نے یہ واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ آئین میں یہ شرط ہے کہ ۱۵/اگست ۱۹۸۸ء تک بتدریج یہ کام ہو رہا ہے ٹیکنالوجی اور فنی قسم کے جو

الفاظ ہیں ان کا اردو میں ترجمہ کیا جا رہا ہے اور بالآخر اس وقت تک یہ کام پورا ہو جائے گا۔ یہ غالباً انہوں نے بات سنی ہے اور سمجھی نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ استحقاق نہیں بنتا اور اگر یہ بات چاہتے ہیں کہ جس طرح سکھوں نے تھرما میٹر کا ترجمہ کیا تھا ''تاپ میچو'' تو وہ اس قسم کا ترجمہ کر کے ہمیں دینا چاہتے ہیں تو اس سے ہم باز آئے ۔ گورنمنٹ کے آدمی اس پر لگے ہوئے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ انشاء اللہ ۱۵/اگست ۱۹۸۸ء تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔اس میں جلد بازی نہ کریں ۔ ان کا مقصد پورا ہو چکا ہے کہ یہ اردو کے بڑے شیدائی ہیں ۔ عاشق ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ جلدی اور پوری طرح اردو اس ملک میں رائج العمل ہو۔ ہم ان کو داد دیتے ہیں لیکن قانون کے مطابق ان کا استحقاق نہیں بنتا ۔ یہ **premature** ہے۔

میاں کمال خان لالیکا: جناب سپیکر! ہمیں اپنی قومی زبان کا شیدائی ہونا چاہیے اور ہم ہیں۔ میرے جیسے آدمی بھی انگریزی کو نہیں سمجھتے ۔ ایک بجٹ اور بھی ہمیں انگریزی میں پڑھنا ہوگا جو جون میں پیش ہوگا ۔۱۴/اگست تک وہ وعدہ پورا نہیں فرما رہے یہ تو وہی بات ہے کہ ایک آدمی درد سے مر رہا تھا اور حکیم نے کہا کہ آپ کو اگلے سال جلاب دیا جائے گا ۔ ایسی باتیں یہاں نہیں ہونی چاہییں ۔اردو ہماری قومی زبان ہے اور اس زبان میں بجٹ ہونا چاہیے۔

سردار الطاف حسین: جناب والا! میں تو صرف محرک صاحب سے اتنی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس وقت گورنمنٹ کو مجبور نہ کریں کیونکہ ہمارے سیکرٹری صاحبان اس پوزیشن میں نہیں ہیں اور اس اہلیت کے مالک نہیں ہیں کہ وہ اردو زبان میں بجٹ تیار کر سکیں۔

جناب سپیکر: یہ بڑی ذو معنی بات آپ نے کر دی ۔ مولانا صاحب ! اب یقین دہانی ہو گئی ۔ فنانس منسٹر صاحب نے بڑی زبردست قسم کی یقین دہانی کرا دی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! یقین دہانی کوئی نہیں ہوئی۔ وہ تو آپ نے توجہ دلائی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ کوشش کریں گے لیکن اگر ہمیں متبادل الفاظ نہ ملے تو ہمارے معزز ممبر کے فرمانے کے مطابق اگست سے پہلے ہمیں ایک بجٹ تو لازماً اور ملے گا تو وہ بجٹ بھی ہمیں انگلش میں ملے گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب ! یہ اگلے بجٹ کی بات کر رہے ہیں ۔یعنی یہ کوئی اگست کے بعد کے بجٹ کی بات کرتے ہیں وہ نہیں ۔ اگلا بجٹ جو جون میں آپ نے پیش کرنا ہے ۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس کی بات ہو رہی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ۱۹۸۸ء میں ہمیں شاید بجٹ نہ ہی ملے ۔ میرا اندازہ ہے کہ ۱۹۸۸ء میں دوسرے الیکشن ہو جائیں گے ۔

جناب سپیکر: راہی صاحب ! اس صورت میں بھی بجٹ تو پیش ہونا ہے ۔ ہر صورت میں بجٹ تو پیش ہونا ہے ۔ آپ دُعا کریں کہ یہ اسمبلیاں چلتی رہیں ۔ الیکشن بے شک ہوں یا نہ ہوں' اسمبلیاں چلتی رہیں اور یہ بجٹ پیش ہوتے رہیں۔

جناب فضل حسین راہی: انشاء اللہ

جناب سپیکر: چودھری صاحب ! مولانا صاحب اس کی تھوڑی سی اور وضاحت چاہتے ہیں ۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں اپنی یقین دہانی دوبارہ دہراتا ہوں کہ میں ذہنی طور پر خود بھی' حکومت بھی اس بات پر آمادہ ہے'

چاہتی ہے کہ ہم جلد از جلد اپنی جتنی سرکاری کارروائی ہوتی ہے جس میں بجٹ بھی شامل ہے اسے ہم اردو میں اپنائیں گے لیکن اس میں جو مشکلات درپیش ہیں ان پر قابو پانا بھی ضروری ہے اور اس کے متعلق بھی ہم دن رات کوشاں ہیں اور ہماری پوری کوشش ہے کہ جس وجہ سے ہمارے اس کام میں رکاوٹ آتی ہے اسے دور کیا جائے اور ہم اپنی قومی زبان میں بجٹ بھی اور ساتھ سرکاری کارروائی کو پیش کرسکیں ۔ میں اس قسم کی یقین دہانی دلا سکتا ہوں اپنی ذات کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے کہ ہر ممکن کوشش کی جائے گی کہ اگلے سال کا بجٹ اردو میں آ سکے اور ایسی جتنی مشکلات ہیں وہ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ان پر قابو پاسکیں ۔

جناب سپیکر: مولانا اب تو یہ معاملہ حل ہو جانا چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب آپ کی تسلی ہوگئی ہے؟ اگر آپ کی تسلی ہوگئی ہے تو میری بھی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کافی حد تک تسلی ہوگئی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوری نہیں ہوئی۔ یعنی آپ یہ یقین دلا تے ہیں کہ اگلا بجٹ ہمیں اردو میں ملے گا۔

جناب سپیکر: میں امید کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تسلی نہیں ہوئی ہے ۔ آپ یہ یقین سے نہیں کہہ سکتے ہیں اگر یہ یقین ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے بہر حال آپ جیسا چاہیں اور بجٹ کے علاوہ دوسری کارروائی بھی اردو میں ہو جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سردست اتنا ہی کافی ہے۔ دوسری کارروائی جو اسمبلی کی طرف سے ہے' اس سلسلہ میں ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ آپ کو آئندہ بجٹ کی کارروائی اردو میں ملے گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو مولانا صاحب پریس نہیں کرتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق: تو وہ کہتے ہیں بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی اتنا کافی ہے۔[۲۷]

....

وزیر خزانہ کی مطبوعہ تقاریر برائے میزانیہ کے انگریزی متن اور اردو میں تضاد کے عنوان سے ایک تحریک استحقاق میاں ریاض حشمت جنجوعہ اور میاں محمد افضل حیات کی طرف سے دی گئی جسے ایوان میں میاں محمد افضل حیات نے پیش کیا ۔

''میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ وزیر خزانہ پنجاب کی تقریر برائے میزانیہ ۸۸۔۱۹۸۷ء جو انہوں نے اپنی قومی زبان اردو میں ایوان کے سامنے پیش کی اور تقریر کا متن جملہ اراکین اسمبلی کو مطبوعہ شکل میں تقسیم کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی وزیر خزانہ کی تقریر کا انگریزی متن بھی جملہ اراکین اسمبلی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ دونوں تقاریر کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وزیر خزانہ کی اردو زبان اور انگریزی زبان میں طبع شدہ تقریروں میں کئی مقامات پر تضاد پایا جاتا ہے ۔ کئی پیراگراف ترجمہ اور مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

اردو تقریر کے پیراگراف نمبر ۵، ۶ اور ۷ کا انگریزی تقریر کے متن میں وجود تک نہیں ہے ۔ اس طرح سے انگریزی

تقریر کے پیراگراف نمبر۱۰ کا جو شہری علاقوں میں کچی آبادیوں کے لیے مخصوص کیے گئے فنڈز کو ظاہر کرتا ہے اردو تقریر میں کہیں ذکر موجود نہیں ہے۔ پانچ تا انتالیس پیراگراف کی ترتیب ہی مختلف ہے۔

جناب والا! اس معزز ایوان میں جناب وزیر خزانہ کی دو ایسی مطبوعہ تقاریر کی تقسیم جو نفس مضمون کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس معزز ایوان کے آئین استحقاق کی پامالی کا موجب بنی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو تحقیقات کے لیے مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ پارلیمانی تاریخ میں یہ اچھوتا واقعہ کیونکر پیش آیا ہے۔"[۲۸]

جنابِ والا! یہ دونوں تقاریر کے متن آپ کی خدمت میں پیش کیے جا چکے ہیں۔ میں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ یہ حقائق کی بات ہے۔ اب بات یہ ہے کہ اگر یہ دونوں تقاریر مختلف ہیں؟ تو کیا یہ معاملہ مجلس استحقاق میں جانا چاہیے یا نہیں کیونکہ مختلف پیراگراف کتنے ہیں اور ان کا کیا اثر پڑتا ہے؟ یہ ساری بات مجلس استحقاق کے سامنے ہی ہوگی۔ جناب والا! دونوں تقاریر کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ایک اس کا بالکل لفظ بلفظ ترجمہ ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں وہ لفظ بلفظ ترجمہ نہیں ہے جس سے کئی چیزوں میں تشنگی رہ جاتی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا ہے کہ دونوں تقاریر ایک دوسرے سے مختلف ہوں' ہمیشہ دونوں تقاریر میں سے جو بھی ترجمہ دیا جاتا ہے وہ لفظ بلفظ ترجمہ ہوتا ہے۔ یہی ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے اور بجٹ میں دونوں تقاریر اردو اور انگریزی ایوان کی میز پر رکھی جاتی رہیں۔ یہ کوئی پہلی مرتبہ نہیں ہوا ہے کہ انگریزی اور اردو تقریر ادھر پیش کی گئی ہو اور ان کا مفہوم الگ ہونے سے یقیناً اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر کی اجازت سے میاں ریاض حشمت جنجوعہ نے کہا جناب سپیکر' جیسا کہ ہماری تحریک استحقاق کے نفس مضمون سے یہ ظاہر ہے کہ ۸ جون ۱۹۸۷ء کو جناب وزیر خزانہ نے اس ایوان میں بجٹ تقریر فرمائی اور ان کی بجٹ تقریر اردو اور انگریزی کتابچوں کی شکل میں بیک وقت اس ایوان کے معزز ارکان کے درمیان تقسیم کی گئی ہیں اور اس پر حیران کن امر یہ ہے کہ جناب وزیر خزانہ کی تقریر کے کتابچوں پر **Print Line** تک موجود نہیں ہے۔ حالانکہ دی ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۳ کے تحت کوئی بھی کتاب' کوئی بھی پمفلٹ اور کوئی بھی کتابچہ اس وقت تک شائع نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس پر جائے اشاعت اور پبلشر کا نام موجود نہ ہو۔ تو اس طرح سے جناب سپیکر! اس ایوان میں ایسا مواد تقسیم کیا گیا جو کہ غیر قانونی ہے اور ملک کے مروجہ قانون کی اس میں کھلی خلاف ورزی کی گئی ہے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر میں یہی گزارش کروں گا کہ فنی نقطہ نظر سے یہ تحریک بالکل نہیں بنتی۔ جس بات پر، جس متن پر پانچ دن بحث بھی ہو چکی ہو اور محرکین نے اس میں حصہ بھی لیا ہو اور اس کے جواب میں اختتامی تقریر بھی ہوئی ہو کٹوتیوں پر بھی بحث ہوئی ہو اس کے بعد تحریک استحقاق نہیں بنتی اور اس کے علاوہ بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ اسے بے ضابطہ قرار دیا جائے اور میں اس تحریک کے محرکین سے گزارش کروں گا کہ وہ شخص جو اس سے پہلے آدھا گھنٹہ اس بات پر بات کر بیٹھا ہے کہ ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہر چیز اردو میں ہو ہم کیسے یہ چاہیں گے کہ ہم انگلش کا اردو میں من وعن ترجمہ کریں۔ لفظ بلفظ ترجمہ کریں اور اردو کی شکل بگاڑ دیں تو جناب والا، میں یہی گزارش کروں گا کہ اسے بے ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میاں صاحب ایک تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ انگلش اور اردو متن میں یہ تضاد جو ہے اس میں کوئی چیز جان بوجھ کر ایوان کو دھوکہ دینے کے لیے کی گئی ہے، اس میں کوئی بدنیتی ہے۔ کوئی ایسی بات اگر ہے تو آپ مجھے بتائیں اور نمبر 2 جو ان کا اعتراض ہے میں آپ سے دریافت کروں گا کہ یہ 8 تاریخ کو تقریر کی گئی ہے اور آپ نے یہ تحریک 27 جون کو پیش کی ہے تو یہ تاخیر جو ہے اس کا آپ کیسے جواز پیش کریں گے؟ ان دو باتوں پر بات کیجیے۔ Is should be of recent occurrence اور Recent occurence آپ جانتے ہیں کیا ہوتی ہے۔

محرک نے مزید کہا جناب والا! میں ایک اور بات کی نشاندہی کرتا چلوں کہ انگریزی تقریر کے پیراگراف نمبر 2 میں پرائم منسٹر ہے اور ''چیف منسٹر'' ہے لیکن اردو تقریر میں کیا ''پرائم منسٹر'' کا ترجمہ ''محمد خان جونیجو'' ہوتا ہے؟ کیا ''وزیراعلیٰ'' کا ترجمہ ''محمد نواز شریف'' ہوتا ہے؟ انگریزی تقریر کا پہلا پیراگراف ملاحظہ فرمائیں اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ادھر اردو کی تقریر میں ''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے'' انہوں نے کس لفظ کا ترجمہ اردو میں ''اللہ تعالیٰ'' کیا ہے۔ جناب سپیکر نے اس پر اپنا فیصلہ ملتوی کر دیا۔[۲۹]

....

''حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ کی اردو نقل مہیا نہ کرنا'' کے عنوان سے تحریک استحقاق میاں محمد اسحاق نے پیش کی۔

> ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر، آپ کی اجازت سے میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے حکمت عملی کے اصولوں کی تعمیل و عمل درآمد کے بارے میں حکومت پنجاب کی جاری کردہ رپورٹ 1985ء بزبان انگریزی کی اردو کاپی اسمبلی سیکرٹریٹ سے طلب کی مگر مجھے مہیا نہیں کی گئی جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اس پر بحث کی جائے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ عذر یہ پیش کیا گیا کہ اردو ترجمے کی کاپی ایس اینڈ جی اے ڈی سے وصول نہیں ہوئی ہے۔''[۳۰]

محرک میاں محمد اسحاق نے اپنی تحریک استحقاق پر بیان دیتے ہوئے کہا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 192 کی طرف مبذول کرواؤں گا جس کے تحت آپ نے ہمیں پابند کیا ہے کہ ہم اسمبلی میں آپ سے یا معزز اراکین سے مخاطب ہوں تو ہمیں اپنی اردو زبان کو اختیار کرنا ہوگا اور ہمیں اپنا مافی الضمیر اپنی اردو زبان میں بیان کرنا ہوگا۔ چالیس سال کے بعد آپ نے آج دیکھا کہ اردو زبان اپنانے اور دفاتر میں رائج کرنے کے لیے کتنی میٹنگیں اور کتنے طریق کار ہوتے رہے لیکن آج تک کی یہ کارروائیاں صرف فائلوں اور کاغذوں کی حد تک موجود ہیں اور اس کو عملی جامہ پہنانے کی شکل ابھی تک کسی جگہ بھی نظر نہیں آ رہی۔

جناب والا! جس دفتر نے یہ حکمت عملی کی رپورٹ بنائی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تربیت اور تعلیم باہر کے ملکوں میں ہوئی ہے۔ انہیں پاکستان کی زبان یا خطہ پاکستان سے کوئی ہمدردی یا محبت نہیں۔ ہم ان سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ پیدا ہی انگلینڈ میں ہوئے، کیا پاکستان سے بھی ان کا کوئی تعلق ہے، کیا انہیں اردو نہیں آتی؟ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پہلے یہ رپورٹ اردو میں دی

جاتی اور پھر اس کے بعد اس کو انگریزی میں شائع کیا جاتا۔

جناب والا ! آزاد قوموں میں ایسا نہیں۔ میں آپ کو حوالہ دیتا ہوں ،سعودی عرب میں اگر آپ کوئی درخواست کسی غیر ملکی زبان میں دیتے ہیں تو وہ درخواست فوراً پھاڑ دیتے ہیں۔ درخواست کے اوپر پہلے عربی زبان میں لکھا جاتا ہے اور اس کے نیچے دوسری زبان میں لکھا جاتا ہے ۔ یہ غیور اور آزاد قوموں کی نشانی ہے کہ وہ اپنی قومی زبان کو اولیت دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ ہونا چاہیے کہ بے شک اگر انگریزی لکھنی بھی ہو تو پہلے اردو میں لکھا جائے ، اس کے بعد اس کو انگریزی میں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا ہی نہیں ، تمام معزز اراکین کا استحقاق ہے کہ اگر آپ ہمیں اردو میں بولنے کو کہتے ہیں تو پھر ہمیں ایجنڈا اور دوسرے کاغذ جو آپ ہمیں یہاں مہیا کرتے ہیں ، اردو میں ہونے چاہئیں۔تب آپ ہمیں مجبور کر سکتے ہیں کہ ہم اردو میں بات کریں ورنہ یہ کہنے اور عمل میں بڑا تضاد ہے ۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ اس کی چھان بین کی جائے کہ کون صاحب ہیں جنہوں نے اس کو اردو میں کرنا نہیں چاہا تا کہ تمام دفاتر کو آئندہ کے لیے ہدایات جاری ہوسکیں اور آئندہ اس کے متعلق کچھ نہ کچھ باز پرس ہو سکے ۔ کیوں نہ اس کو پہلے اردو میں شائع کیا جائے چاہے کوئی بھی رپورٹ ہو ، اس کے بعد انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔شکریہ جناب۔

اس تحریک استحقاق کے بارے میں وزیر قانون چودھری عبدالغفور نے کہا جناب سپیکر! میں میاں صاحب کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور وہ ہمیشہ مسکراتے رہتے ہیں لیکن جب بولنے پر آتے ہیں تو اس وقت جوان کے ماتھے پر تیوریاں ہوتی ہیں وہ واقعی بڑی خوفناک ہوتی ہیں۔ جناب والا! میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور یہ واقعی صحیح بات ہے کہ اردو ہماری قومی زبان ہے اور جناب والا! ہمیں سوچنا اردو میں ہوگا لکھنا اردو میں ہوگا اور عمل بھی اس کے مطابق کرنا ہوگا۔ ویسے میں تسلیم کرتا ہوں میاں صاحب کی طرح ہم میں سے بہت سے لوگ انگریزی دور کی پیداوار ہیں یہ ظاہر بات ہے کہ اس وقت انگریز کا دور تھا اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ انگریزی دور کے وہ لوگ جو پیدا ہوئے ہیں وہ اب بھی انگریزی بولتے ہیں اور انگریزی زبان کے بولنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یہ صحیح ہے کہ اردو زبان کو قومی زبان بنانا ہمارا قومی فریضہ ہے۔

اس موقع پر سید اقبال احمد شاہ نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا جیسا کہ چودھری صاحب نے فرمایا کہ میاں اسحاق صاحب انگریزی دور کی پیداوار ہیں۔تو وزیر قانون نے کہا جناب 40 سال سے جن کی عمر زیادہ ہے وہ سب ہی انگریزی دور کے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: انگریزی دور کی پیدائش کی بات کر رہے ہیں یا معاشی اور مالی حالات کی بات کر رہے ہیں ۔ یہ کس قسم کی پیداوار ہے۔

بیگم ذکیہ شاہ نواز نیازی: جناب سپیکر !میں یہ چاہتی ہوں کہ اردو زبان ہماری قومی زبان ہے ہمیں اس کو بولنا چاہیے لیکن جو لوگ انگریزی زبان میں بات کرتے ہیں وہ بھی پاکستانی ہیں اور پاکستان سے پیار کرتے ہیں اور قائد اعظم کی بہت ساری تقاریر انگریزی میں تھیں اور ایسا بھی دور آیا تھا کہ ہمارے تعلیمی ادارے ایسے تھے کیوں کہ دیہاتوں میں بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تھے اس لیے ان کو شہروں میں بورڈنگ ہاؤسز میں بھیج دیا جاتا تھا اور وہاں انگریزی زبان سکھائی جاتی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو اپنے وطن کے ساتھ محبت بھی سکھائی جاتی تھی۔ میں یہ کہوں گی کہ جو لوگ انگریزی بولنے والے یا پنجابی بولنے والے یا اردو بولتے

ہیں ان کو اتنی محبت ہے زبان سے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو زبان یہ بولیں اس سے ان کو پیار ہے۔ اردو زبان کو اب سے آئندہ کے لیے بیشک اپنی مادری زبان بنائیں لیکن ساتھ ساتھ انگریزی بھی ضروری ہے کیونکہ Modern World میں میں یہ کہوں گی کہ جتنی Technology ہے یا Professions ہیں ڈاکٹری ہے ان کے لیے اس زبان کا ہونا بھی ضروری ہے ورنہ ہم لوگ ترقی نہیں کر سکتے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ بات درست ہے اور میں بھی یہی بات کہنے والا تھا کہ اگر میاں صاحب نے یہ جاری رکھا کہ جو لوگ انگریزی بول لیتے ہیں یا انگریزی زبان میں بات کر لیتے ہیں وہ پاکستانی نہیں ہیں یا وہ پاکستان کے متعلق سوچتے نہیں ہیں تو یہ غلطی ہو گی البتہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اردو ہم بطور قومی زبان جاری و ساری کریں اور اس کو رائج کریں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ اس کے لیے آئین میں 15 سال دیئے گئے ہیں۔

Article 251 (1) The National Language of Pakistan is Urdu, and arrangements shall be made for its being used for official and other purposes within fifteen years from the commencing day.

(2) Subject to clauses (1). the English Language may be used for official purposes until arrangements are made for its replacement by Urdu.

جب تک اس کے لیے تمام دفاتر میں انتظام نہیں کر دیا جاتا تو اس کو 15 سال تک استعمال کیا جا سکتا ہے ویسے بھی کوئی ایسی ممانعت نہیں ہے لیکن اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے 15 سال 1988ء میں بنتے ہیں۔ میاں صاحب تھوڑا سا پہلے ہیں۔ 15 سال تک کوشش کی جائے گی اور اس میں 7 سال جو آئین زیر التوا رہا اگر یہ سات سال کا عرصہ نکال دیا جائے تو پھر یہ 1995 تک بنتا ہے یہ اور بات ہے کہ اس کو اس سے علیحدہ نہ کیا جائے لیکن ابھی تک یہ کوشش کی جا رہی ہے اردو رسم الخط کے مطابق تمام انتظامات دفاتر میں ہوں اور اس کے مطابق تمام انتظامات ہوں تب ہی یہ ممکن ہو سکتا ہے لیکن اس سے کسی کا استحقاق نہیں بنتا میں اس سلسلے میں میاں صاحب سے معذرت چاہتا ہوں ویسے میاں صاحب کبھی کبھی انگریزی کے فقرے بولتے ہیں اور اچھی خاصی انگریزی بولتے ہیں۔ اس تحریک کا ابھی کوئی جواز نہیں بنتا۔ اس لیے میاں صاحب اس پر اتنا زور نہ ہی دیں تو اچھا ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میری تحریک استحقاق کا یہ مقصد نہیں ہے کہ انگریزی کی مخالفت ہے یا یہ کہ انگریزی نہ بولی جائے یا دفتروں میں انگریزی کو ختم کر دیا جائے۔ میرا یہ مقصد ہے آپ جس کی ٹرانسلیشن آسانی سے اردو میں کر سکتے ہیں اس میں کون سا امر مانع ہے کہ اس کا ترجمہ نہ کیا جائے اور چودھری صاحب کیوں غور فرمانے کے لیے تیار نہیں۔ یہ آج 15 سال فرما رہے ہیں جس میں 14 سال گزر چکے ہیں ایک سال یا چھ مہینے باقی رہ گئے ہیں تو کیا یہ وثوق سے فرما سکتے ہیں کہ یہ 6 مہینے میں تمام اردو کے تراجم کرا لیں گے۔ جب کہ ساڑھے چودہ سال گزر چکے ہیں یہ ایک اہم محکمہ جو ایک چھوٹے سے حکمت عملی کے اصول ہیں ان کا اردو میں ترجمہ نہیں کر سکتا تو باقی جو ہماری دوسری مشکلیں حائل ہو رہی ہیں ان کو یہ کیسے دور کریں گے۔ میرا مقصد بات کرنے کا یہ

ہے کہ چودھری صاحب ایک چیز کو مانتے بھی ہیں اور اس کا انکار بھی کرتے ہیں جب کسی چیز کا اقرار کیا جاتا ہے یا مان لیا جاتا ہے تو پھر اس کو فراخدلی سے قبول کرنا چاہیے۔ چودھری صاحب سے میری درخواست ہے کہ اگر آپ کسی چیز کی تائید کرتے ہیں تو پھر آپ اس کو مانیے پھر آپ انکار نہ کیجیے۔ اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ میں نے یہ تحریک استحقاق صحیح دی ہے تو پھر اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس جانے میں آپ کو کیا اعتراض ہے ۔ اس میں آئندہ کے لیے جو بھی طریقہ کار وضع کیا جائے جن میں تمام دفاتر کے لیے ہدایات بھی ہوں گی اور یہ بھی کہا جائے گا۔ آئندہ جو بھی رپورٹیں دوسرے دفاتر سے آئیں وہ اردو میں بھی آنی چاہئیں بلکہ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا اردو پہلے لکھا جائے اس کے بعد انگریزی لکھی جائے ۔ مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اولیت اپنی زبان کو دینی چاہیے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ زبان اردو کی ترقی کے لیے ایک بورڈ قائم ہے اور ہماری کوشش جاری ہے ۔حکومتی سطح پر انگریزی الفاظ کے تراجم اور اردو رسم الخط کے لیے بھی تا کہ پڑھنے میں جو دشواری پیش آتی ہے اس کو دور کیا جائے ان تمام کو حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس طرح کئی الفاظ ہیں جن کے ابھی تک تراجم ہو رہے ہیں۔ اسی طرح اسحاق نرسری کا بورڈ پڑھ کر مجھے خیال آیا نرسری کا ترجمہ ہوسکتا ہے۔ نرسری کا میاں صاحب کیا ترجمہ ہے۔ نرسری کو پودا وغیرہ لکھا جا سکتا ہے اگر اسحاق نرسری بورڈ پر ابھی تک اردو نہیں آئی اور انہوں نے وہیں سے اردو کی ترویج شروع نہیں کی تو تھوڑی جناب غلطی ہم سے بھی ہوئی ہے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو رائج کیا جائے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں Personal explanation پر عرض کروں گا کہ جو مال روڈ پر بورڈ سجے ہیں جن کو زیادہ گورنمنٹ کی طرف سے ابھی یہی ترجیح اور حکم دیا جاتا ہے کہ انگریزی میں بورڈ لگائے جائیں چونکہ میری نرسری مال روڈ پر واقع ہے اور حکومت کی طرف سے زیادہ تر ہدایات یہ ہیں کہ اردو کی بجائے انگریزی میں بورڈ لگائے جائیں ۔ اگر چودھری صاحب ، آپ حکم فرمائیں اور حکومت کی طرف سے ایک ڈائریکٹو جاری کریں کہ تمام بورڈ پہلے اردو میں ہوں اور اس کے بعد انگریزی میں لکھے جائیں تو میں آج انشاء اللہ اپنا بورڈ اردو میں کراؤں گا اور سب سے پہلے میں ہوں گا جو اس میں پہل کروں گا اور نرسری کا اردو ترجمہ ہے ذخیرہ پودہ جات ۔ اب حکومت کی طرف سے جب حکم آئے گا تو ہم انشاء اللہ اردو میں لکھیں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب، آپ کی جو تحریک استحقاق ہے اس کے بارے میں توجہ فرمائیے ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک تو اسے آئین کے مطابق ابھی پندرہ سال نہیں ہوئے ۔ اس میں ابھی چند ماہ باقی ہیں ۔ جس وقت وہ باقی چند ماہ گزر جاتے ہیں تو اس کے بعد آپ تحریک استحقاق move کرنے کی پوزیشن میں ہوں گے اور اس وقت لاء منسٹر صاحب نے یہ یقین دہانی بھی کرائی ہے کہ ہم بتدریج انگریزی سے اردو میں آ رہے ہیں اور اس سلسلے میں بھی آپ کوشش کریں گے کہ آئندہ یہ انگریزی کی بجائے اردو میں آئے تو اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

میاں محمد اسحاق: جناب والا! ہمارے یہاں جو اسمبلی کی سرکاری زبان ہے وہ اردو ہے ۔ اگر آپ یہاں پر اردو پر پابندی لگاتے ہیں کہ ہم آپ سے اردو میں گفتگو کریں تو ہمیں دفاتر سے جو رپورٹیں دی جائیں وہ بھی اردو میں ہونی چاہئیں۔ دوسری بات جناب یہ ہے کہ حکمت عملی اسلامی جمہوریہ پاکستان جس پر آج کل ہم بحث کر رہے ہیں اس کا باقاعدہ اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے ۔

آرٹیکل وغیرہ سب اردو میں دیے گئے ہیں۔ ہر چیز آپ نے اردو میں تیار کی ہے اگر یہ پالیسی جو دفاتر کی طرف سے آ رہی ہے یا جس محکمہ کی طرف سے آئی ہے تو میرے خیال میں اس کا اردو میں ترجمہ کرنے کی کوئی ایسی مجبوری مانع نہیں ہے۔ یہ جان بوجھ کر انگریزی میں دی گئی ہے ۔ یہ اردو میں ہوسکتی ہے۔

جناب سپیکر: لا منسٹر صاحب کو آپ کی بات سے اتفاق ہے۔

میاں محمد اسحاق: ٹھیک ہے جناب ، آپ جو فیصلہ کرتے ہیں مجھے منظور ہے۔ یہ قومی مسئلہ اسمبلی کا مسئلہ ہے اور میں اسے آپ پر چھوڑتا ہوں ۔

جناب سپیکر: میاں صاحب ، یہ breach of privilege بنتا نہیں ہے۔ ابھی اس میں پندرہ سال گزرنے میں چند ماہ باقی ہیں ۔ آئین کے مطابق آپ کو یہ استحقاق ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں اسے پریس نہیں کرتا۔[۳۱]

....

اُردو میں بجٹ پیش کرنے کے بارے میں سرکاری یقین دہانی کی خلاف وزری پر مولانا منظور احمد چنیوٹی نے تحریک استحقاق پیش کی۔

> ''میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور مخصوص معاملہ کو زیرِ بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہماری قومی زبان جس سے ہمارا تشخص قائم ہوتا ہے وہ اردو زبان ہے ہماری اسمبلی کی سرکاری اور قانونی زبان بھی اُردو ہے دستور پاکستان کی رو سے بھی ۱۹۸۸ء تک ملک کی تمام کارروائی اردو میں کرنی لازم ہے اب یہ آخری سال بھی اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے کتنی شرم کی بات ہے کہ اتنے عرصے سے قومی زبان سے سوتیلی اولاد کا سلوک کیا جا رہا ہے آخر یہ سلوک کب تک روا رکھا جائے گا پاکستان کو قائم ہوئے چالیس سال کا طویل عرصہ گزر گیا ہے ابھی معاملہ جوں کا توں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز دلی دور است۔ حال ہی میں جو ضمنی بجٹ پیش ہوا ہے وہ پھر انگلش میں دیا گیا ہے جبکہ پچھلے بجٹ اجلاس میں میری تحریک استحقاق پر اس ایوان میں یقین دلایا گیا تھا کہ آئندہ بجٹ اردو میں پیش کیا جائے گا۔ متعلقہ وزیر نے بھی ایوان میں یقین دلایا تھا ۔ ایوان میں کیے گئے وعدہ کی خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں بحث کے لیے منظور فرمایا جائے۔[۳۲]

مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اس تحریک استحقاق پر اپنا مختصر بیان دیتے ہوئے کہا یہ واقعی ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ چالیس سال اس ملک کو قائم ہوئے گزر گئے ہیں انگریز کو ہم نے نکالا ۔ انگریز سے ہم نے نجات حاصل کی لیکن انگریز کی غلامی سے ہم نہ نکل سکے اور اس کی انگریزی زبان سے چھٹکارا حاصل نہ ہوا تمام زندہ قومیں اپنی قومی زبان ہی کو اجاگر کرتی ہیں اور اس وقت دُنیا کے جتنے ممالک ہیں چاہے چین ہو یا روس ہر چھوٹے بڑے ملک ان کی اپنی قومی زبان ہوتی ہے اور اس کی تمام تر کارروائی اسی

زبان میں ہی ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر جناب فضل حسین راہی نے کہا یہ غور کرنے والی بات ہے کہ مولانا صاحب کی زبان سے روس اور چین کے الفاظ ادا ہو رہے ہیں اللہ انہیں زندگی دے جو بھی صورتِ حال ہے اپنے مقصد کے لیے ان کا حوالہ دے رہے ہیں ۔ اس پوائنٹ آف آرڈر کو جناب سپیکر نے مسترد کر دیا اور مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا میں نے سعودی عرب کا نام بھی لیا ہے۔سید ذاکر حسین شاہ نے جناب سپیکر کی توجہ اس امر کی طرف دلائی کہ مولانا چنیوٹی صاحب نے تحریک استحقاق میں غیر پارلیمانی لفظ ''شرم'' استعمال کیا اسے حذف کرنے کی استدعا کی گئی جناب سپیکر نے کہا شرم یا شیم کے الفاظ غیر پارلیمانی نہیں۔مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اپنی تحریک استحقاق کے حق میں مزید کہا۔۔۔میں یہ عرض کر رہا تھا کہ زندہ قومیں اپنے تشخص سے پہچانی جاتی ہیں اور تشخص سے قائم ہوتی ہیں۔ یہ چالیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے ۔ باوجود اس کے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ بات بڑی صراحت کے ساتھ درج کی گئی کہ ۱۹۸۸ء تک ملک کی تمام سرکاری کارروائی اس طرح سے انگریزی میں چل رہی ہے باوجود اس کے کہ یہ مسئلہ آپ کے علم اور نوٹس میں ہے کہ پچھلے سال بھی بجٹ پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور اس ایوان میں یقین دہانی کرائی گئی کہ آئندہ بجٹ اردو میں پیش کیا جائے گا لہٰذا میں پوچھتا ہوں کہ اردو جو ہماری قومی اور سرکاری زبان ہے اس کو جلد از جلد تمام سرکاری دفاتر میں رائج کرنا چاہیے اور خاص طور پر جب اسمبلی کی کارروائی اردو میں ہوتی ہے تو ہمیں بجٹ انگریزی میں پیش کیا جاتا ہے جو حضرات انگریزی نہیں سمجھتے یا اگر وہ سمجھتے بھی ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ہماری قومی زبان میں ہمیں بجٹ ملنا چاہیے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ میرا خصوصاً اس اعتبار سے کہ میں نے پہلے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور مجھے یقین دہانی کرائی گئی تھی اور اس ایوان کا چونکہ اس ایوان میں یقین دہانی کرائی گئی تھی استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو بحث کے لیے منظور فرمایا جائے ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن پر سردار امجد حمید خاں دستی نے کہا میری گزارش ہے کہ مولانا چنیوٹی صاحب کی تحریک بہت اچھی اور ہر لحاظ سے مفید ہے لیکن اس میں انہوں نے بار بار ایک لفظ ''بجٹ'' کا استعمال کیا ہے اس کا متبادل لفظ میزانیہ ہے میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ کو بار بار استعمال کرنے کی بجائے میزانیہ کہیں۔کئی الفاظ کا ترجمہ نہیں ہوسکتا اور کئی الفاظ ایسے ہیں جن کا متبادل نہیں مثلاً سپیکر کا۔سپیکر کو صدر کہنا غالباً اچھا نہیں لگتا۔لیکن بجٹ کو میزانیہ کہا جا سکتا ہے۔[۳۳]

اس ضمن میں ڈاکٹر ضیاء اللہ خاں بنگش نے کہا'' میں عرض کروں گا کہ فاضل رکن نے بجٹ کا ترجمہ میزانیہ کیا ہے اس بارے میں میری عرض ہے کہ اردو زبان کا اپنا کوئی لفظ نہیں بلکہ اردو زبان مختلف زبانوں کے الفاظ سے مل کر بنی ہے اگر ہم فارسی عربی سنسکرت کے الفاظ اردو میں استعمال کر سکتے ہیں تو انگریزی کے لفظ ''بجٹ'' کو اس میں شامل کیا جا سکتا ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جس پر بحث کی جا سکے۔''[۳۴]

جناب خورشید احمد خاں نے کہا ''چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق سارے ایوان کی رہنمائی کرتی ہے اردو ہماری قومی زبان ہے اور اردو زبان کا یہاں رائج ہونا لازم ہے کل ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر جو اردو میں تھی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی اردو نہ تھی اس لیے کہ وزیر خزانہ صاحب نے نواسی کو انانوے اور ننانوے کو ناڑ ہنوے کے لفظ کو اپنی تقریر کے دوران پیش کیا۔''[۳۵]

میاں محمود الرشید نے اس تحریک استحقاق کی پرزور الفاظ میں حمایت کی اور کہا ''اسے بحث کے لیے منظور کیا جائے کیونکہ ہماری قومی زبان اردو سے گزشتہ ۴۱ سالوں سے ایک مذاق روا رکھا جا رہا ہے ہماری اسمبلی کے ایوانوں کے اندر اور حکومتی سطح پر بھی

متعدد بار اس بارے میں فیصلہ ہوا ہے کہ اردو کو ہر سطح پر رائج کیا جائے گا لیکن اس کا عملی پہلو اب تک نافذ ہوتا نظر نہیں آتا۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک کا ایک بہت ہی بڑا talent ضائع ہوتا ہے محض وہ لوگ جو انگریزی زبان سے واقف ہیں وہ اس زبان کے ذریعے ملک کی اعلیٰ ملازمتوں میں بھی پہنچتے ہیں اور ہر جگہ پر آگے جگہ پاتے ہیں۔"[۳۶]

....

علامہ رحمت اللہ ارشد، بیگم نجمہ تابش الوری، مولانا منظور چنیوٹی، میاں ریاض حشمت جنجوعہ، میاں افضل حیات اور میاں محمد اسحاق کی درج بالا تحاریک استحقاق کے علاوہ ۲۹ مئی ۱۹۸۵ء، ۳ جون ۱۹۸۵ء، ۸ جون ۱۹۸۵ء، ۱۰ نومبر ۱۹۸۵ء، ۲۲ مئی ۱۹۸۶ء، ۲۶ مئی ۱۹۸۶ء اور ۱۶ جون ۱۹۸۷ء کو بھی استحقاق کی دیگر تحریکوں پر بحث کے دوران اردو زبان کے فروغ اور نفاذ کے لیے اراکین پنجاب اسمبلی نے بھرپور انداز میں آواز بلند کی۔ ایک موقع پر ایوان پنجاب اسمبلی میں استحقاق کی تحریکیں زیر بحث تھیں اور مسز شاہین منور احمد نے انگریزی زبان میں تحریک استحقاق پیش کرنی شروع کی تو چودھری محمد صدیق سالار نے کہا "جناب سپیکر بیگم صاحبہ اردو میں بات کریں تا ہم محرک نے کہا **Sir, I have the right to speak in English also** تو جناب سپیکر نے اجازت دیتے ہوئے کہا کہ جی بیگم صاحبہ فرمائیں۔ اس موقع پر سردار محمد عارف کہہ رہے تھے کہ اردو میں بیان فرمائیں اور چودھری محمد صدیق سالار نے اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے کہا کہ صدرِ پاکستان بھی اردو میں تقریر کرتے ہیں۔ جواب میں بیگم شاہین منور احمد نے کہا جی صدر اردو میں تقریر کرتے ہوں گے، ضرور کریں میں انگریزی میں ہی بولوں گی۔ وزیر قانون نے اس حوالے سے کہا کہ وہ انگریزی یا کسی اور زبان میں بات کرسکتی ہیں لیکن سپیکر کی اجازت کے بغیر اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں بات نہیں کرسکتیں۔ وزیر قانون کی اس وضاحت پر مخدوم زادہ حسن محمود نے کہا کہ کیا وزیر قانون اس سلسلہ میں **Rule Quote** کریں گے۔ اس دوران میں میاں محمد اسحاق نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ یہ بجٹ جو ہمیں دیا گیا ہے اردو میں کیوں نہیں دیا گیا؟ کیا انگریزی میں بجٹ ہمیں الجھاؤ کے لیے دیا گیا ہے۔ تا کہ ہم اس کو اچھی طرح دیکھ نہ سکیں اور آپ کو جواب نہ دے سکیں اور عوام کو صحیح معنوں میں اس بات کا پتا نہ چل سکے کہ اس میں کیا مواد بھرا ہوا ہے۔ اگر انگریزی والی بات اتنی ہی اہم ہے تو آئندہ کے لیے آپ سوچیں اور یہ فیصلہ کریں کہ آئندہ بجٹ بھی اردو میں ہوگا۔ میاں محمد اسحاق کی اس بات پر ایوان میں نعرہ ہائے تحسین بلند ہوا۔[۳۷]

جناب سپیکر نے بیگم شاہین منور احمد کو ایوان کی رائے سے آگاہ کیا اور کہا اردو میں تقریر فرمائیں۔ بیگم شاہین منور نے کہا جی میں اردو میں تو آپ کو بتاؤں گی لیکن میری تحریک استحقاق انگریزی زبان میں ہے تو جناب سپیکر نے تحریک استحقاق انگریزی میں پڑھنے کی اجازت دے دی۔ اس مرحلہ پر مخدوم زادہ سید حسن محمود نے جناب سپیکر سے استدعا کی کہ وزیر قانون Rule Quote کریں، جہاں انگریزی بولنے کے لیے آپ (جناب سپیکر) کی اجازت ضروری ہے۔ وزیر قانون نے قاعدہ ۱۹۲ (قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب) پڑھا:

> Rule 192: Members shall ordinarily address the Assembly in Urdu, but any member who cannot adequately express himself in Urdu, may , with the Permission of the Speaker, address the Assembly in English or other recognized language.[38]

تحریک استحقاق انگریزی میں پڑھنے کے بعد اراکین کے مطالبہ پر تحریک کی محرک نے اس کو اردو میں بھی بیان کیا۔ اس پر وزیر قانون نے کہا بیگم صاحبہ بہت اچھی اردو بولتی ہیں جو تقریر انہوں نے آج فرمائی ہے اگر وہ اردو میں ہو جاتی تو بعد میں وضاحت کی ضرورت نہ رہتی۔ محترمہ بیگم نجمہ تابش الوری نے ایک دوسری تحریک استحقاق میں کہا کہ یکم جون (یکم جون ۱۹۸۵ء) کو پنجاب اسمبلی نے ۸۵-۱۹۸۴ء کا ضمنی بجٹ منظور کیا اور اس روز قومی و بین الاقوامی اہمیت کی ایک قرارداد متفقہ طور پر منظور کی۔ جس میں وفاقی حکومت سے مارشل لا اٹھانے کی سفارش کی گئی تھی۔ یکم جون کو پاکستان ٹیلی ویژن نے غیر معمولی خبریت کے باوجود ضمنی بجٹ اور مارشل لا اٹھانے کی خبر نشر نہیں کی۔[۳۹] حاجی محمد اصغر نے قواعد انضباط کار کے قاعدہ ۲۰(ا) کی خلاف ورزی پر تحریک استحقاق پیش کی۔ اس موقع پر ایڈیشنل سیکرٹری نے متعلقہ قاعدہ پہلے انگریزی میں پڑھا اور بعد میں اس کا اردو ترجمہ پڑھا۔[۴۰] چودھری محمد خاں جسپال نے قواعد انضباط کار کے مطابق مجالس قائمہ تشکیل نہ دینے پر تحریک استحقاق پیش کی۔ ایک نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے بیگم شاہین منور احمد نے کہا یہ انگریزی نہیں سمجھتے اردو نہیں سمجھتے۔ اس پر وزیر قانون نے کہا اگر آپ (جناب سپیکر) اجازت دیں تو میں بیگم صاحبہ کی بات کا جواب دوں جن پر انگریزی کا بھوت کچھ زیادہ ہی سوار رہتا ہے۔(41) سردار رفیق احمد لغاری کہہ رہے تھے کہ چونکہ میں نے اپنی تحریک استحقاق انگریزی زبان میں دی ہے اور اکثر ممبر اردو میں سننا چاہتے ہیں اس لیے اجازت چاہوں گا کہ اردو میں اس کا خلاصہ پیش کروں۔[۴۲]

مجلس استحقاق کی رپورٹ پیش کرنے کی معیاد میں توسیع کے سلسلہ میں اراکین اسمبلی مختلف آرا دے رہے تھے کہ جناب سپیکر نے قواعد انضباط کار میں سے حوالہ دیتے ہوئے کہا ''میں رول انگریزی میں پڑھوں گا اور اگر رانا صاحب کو ضرورت ہو تو چٹھہ صاحب ان کے پاس بیٹھے ہیں وہ ان کو اس کا اردو ترجمہ کر دیں گے۔ تو رانا پھول محمد خاں نے استدعا کی کہ آپ اردو جانتے ہیں آپ اردو میں پڑھ لیں۔[۴۳]

بیگم شاہین منور احمد کی طرف سے تحریک استحقاق بعنوان ''مسلم لیگی اراکین کی طرف سے بیگم شاہین منور احمد کو تقریر نہ کرنے دینا''ایوان میں پیش کرتے ہوئے قواعد کا حوالہ انگریزی میں دینا شروع کر دیا تو ایوان سے بہت سی آوازیں آنا شروع ہو گئیں کہ اردو میں بات کریں۔ متذکرہ بالا تحریک استحقاق کے حوالے چودھری عبدالغفور وزیر زراعت نے قواعد کا پہلے انگریزی میں حوالہ دیا اور بعد ازاں اس کا اردو میں ترجمہ بھی بیان کیا۔[۴۴]

جناب غلام حیدر وائیں وزیر صنعت و معدنی ترقی کہہ رہے تھے کہ بعض فاضل اراکین نے اس بات پر اعتراض کیا کہ وہ اردو میں تقریر فرمائیں لیکن انہوں نے اپنی تقریر انگریزی میں کرنے کے بعد پھر اردو میں بھی تقریر کی۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ جس کو وہ (بیگم شاہین منور احمد) استحقاق کا ذریعہ بنا رہی ہیں وہ تو ان کی تقریر تھی جس کو انہوں نے نہ صرف انگریزی میں بلکہ اردو میں بھی مکمل کیا۔[۴۵] ۱۶ جون ۱۹۸۷ء کو بجٹ بابت ۸۸-۱۹۸۷ء پر عام بحث کے دوران ملک طیب خاں اعوان کہہ رہے تھے کہ کل ایک تحریکِ استحقاق انگلش کے خلاف یہاں پر پیش ہوئی تھی۔ آج پھر وہی انگریزی ہمارے سامنے آ گئی ہے جو ہم پڑھ نہیں سکتے یا تو ہمیں ایک آدمی دیں تاکہ اس کے ذریعے سے ہم اسے پڑھ سکیں ورنہ تو یہ ''بھینس کے آگے بین بجانے'' والا مسئلہ ہے اور کوئی بات نہیں۔[۴۶]

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1956، 1962 اور 1973 میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے کہ اردو پاکستان کی

قومی اور سرکاری زبان ہوگی لیکن اس کو اس کا حق نہیں دیا گیا۔ اس حوالے سے مختلف اوقات میں اراکین اسمبلی اردو کے نفاذ اور فروغ کے لیے ایوان میں آواز بلند کرتے رہے اور بعض ارکان نے اردو کے نفاذ اور فروغ کو اپنا استحقاق بھی سمجھا اور اردو کو اس کا حق نہ ملنے پر استحقاق کی تحاریک بھی پیش کیں۔ یہ تحاریک استحقاق اردو کی وہ قیمتی دستاویزات ہیں جن کو ہم پاکستانی و ادبی ہونے کے ناطے سے کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے اور یہ ہماری تاریخ کا ایک روشن باب ہیں جس پر بجا طور پر فخر کیا جا سکتا ہے۔

حواشی وتعلیقات

۱۔ صوبائی اسمبلی پنجاب میں استحقاقات کے حوالے ایک قانون بھی 1972ء میں پاس ہوا (Pb-Act#II of 1972) جس میں سپیکر، ڈپٹی سپیکر، وزرا، مشیروں، خصوصی معاونین پارلیمانی سیکرٹریوں اور اراکین اسمبلی کے استحقاقات اور خصوصی تحفظات کا وضاحت سے ذکر ہے۔

Provincial Assembly of the Punjab Secretarieat, Lahore: 2008, (revised & update edition)

۲۔ صوبائی اسمبلی پنجاب کی کارروائی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 کے تحت وضع کردہ قواعد انضباطِ کار کے تحت سرانجام دی جاتی ہے۔ قواعدِ انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کا باب 10 کا عنوان ''استحقاقات'' ہے (نظر ثانی شدہ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب سیکرٹریٹ لاہور (پاکستان) 2008)

۳۔ ادارہ برائے پارلیمانی خدمات پاکستان (PIPS) نے ''صوبائی اسمبلی پنجاب کا مختصر تعارف'' اور اراکین پنجاب اسمبلی کی رہنمائی کے لیے ایک کتابچہ شائع کیا جس کے صفحہ 30 تا 32 پر پارلیمانی استحقاق، پارلیمانی استحقاق کیوں اہم ہے، اہم پارلیمانی استحقاق، پارلیمانی استحقاق کا مقصد اور استحقاقی سوالات کے عنوانات کے تحت استحقاق کے حوالے سے جامع انداز میں بتایا گیا ہے۔ (یہ کتابچہ اردو انگریزی دونوں زبانوں میں ہے۔ جسے امریکی ادارہ برائے بین الاقوامی ترقی کی مالی امداد سے استحکام قانون سازی کا منصوبہ کے زیرِ اہتمام شائع کیا گیا۔ گوشوارہ 1947 تا 2007 سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتابچہ 2007 یا اس کے بعد شائع ہوا)

۴۔ مباحث صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان 20 مارچ 1964، ص 47-48

۵۔ مباحث صوبائی اسمبلی مغربی پاکستان، 26 مارچ 1964، ص 58

6. (330)

PRIVILEGES

QUORUM: if the members break the quorum, it would be deemed to be an act of the Assembly and such an act does not give rise to a breach of privilege.

On 20 March 1964, Allama Rehmat Ullah Arshad moved a privilege motion that the Minister for Law and some Parliamentary Secretaries, during the debate on the National Language Bill on 18th March, 1964 deliberately induced the members to break the quorum in the House and thereby caused hindrance in the passage of the Bill. After hearing the Members and the Minister for Law, the Speaker, Ch Muhammad Anwar Bhinder, gave the following ruling---

"Allama Rehmatullah Arshad gave notice of a privilege motion alleging that Minister for Law and Parliamentary Affairs and some Parliamentary Secretaries, during the debate on the National Language Bill on 18-3-1964, deliberately induced the members to break the quorum in the House and thereby caused hindrance in the passage of the above said Bill. He attached a copy of the daily Imroze dated 19th of March, wherein the alleged incident had been reported under the heading "A Drama".

The admissibility of this privilege motion was objected to by the learned Law Minister on two grounds, namely:

(i) that the matter had not been raised at the earliest opportunity;

(ii) that no breach of privilege had taken place.

Rule 174 [sub-rule(3)] lays down that a question of privilege should be raised at the earliest opportunity. The alleged breach of privilege in this case, according to the mover, took place on 18th of March and as stated by Khawaja Muhammad Safdar, the Leader of the Opposition, the matter should have been raised there and then on 18th of March. The matter having not been raised there and then on 18th of March, notice of the breach of privilege, if any, should have been given at the latest on 19th of March before 8.00 a.m., i.e. one hour before the commencement of the sitting, under Rule 173. But this notice was received on the 19th sometime after the commencement of the sitting on that day. The mover of this motion had stated that on 19th of March he got the motion typed and then delivered it to the Assembly Secretariat on the same day. In my opinion, this is not a ground on which the requirement of Rule 174(3) should be dispensed with and under the circumstances it cannot be said that the question has been raised at the earliest opportunity.

In connection with the allegation that the Minister for Law and Parliamentary Affairs deliberately persuaded the Members to break the quorum, the Minister

concerned had denied the facts and stated that he entered the Assembly chamber just to call out another Member of the Assembly whom he required in connection with some other business. There is no reason to disbelieve this explanation. Moreover, it has been held vide Legislative Assembly debates dated 18th of August, 1943 pages 659 and 660 by the President, as 'I do not think the House would like me to hold that it is the duty of the Government Members and Members nominated by Government alone to attend the House regularly and in proper time and that an equal duty does not devolve on the Members who have been elected by constituencies. If I were to lay down any such ruling, it would mean that the constituencies need not look to their elected Members to attend the Assembly and cary on the business of the House. I should be very loath to lay down any such ruling. 'The motion was held out of order. It is, therefore, clear that the Members on either side of the House are equally responsible for maintaining the quorum and they are at liberty not to break it if they themselves do not desire to do so. But if they break the quorum, then it would be deemed to be an act of the Assembly and there can be no breach of privilege by an act of the Assembly itself.

In view of the denial of the facts by the learned Law Minister and on account of the fact that the motion has not been raised at the earliest opportunity, it is ruled out of order."

(Punjab Assembly Decision, 1947-1999, published by Punjab Assembly Secretariate, Lahore, 2001, Page 368-369 & West Pakistan Assembly Debates, 26 March 1964, Vol-5, No.55, Page 72-73)

۷۔ قومی زبان کے بارے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان دستور 1973 میں تحریر ہے ۔آرٹیکل نمبر251(1) پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور یومِ آغاز سے پندرہ برس کے اندر اندر اس کو سرکاری و دیگر اغرض کے لیے استعمال کرنے کے انتظامات کیے جائیں گے۔(2) شق (1) کے تابع ، انگریزی زبان اس وقت تک سرکاری اغرض کے لیے استعمال کی جا سکے گی

جب تک کہ اس کے اردو سے تبدیل کرنے کے انتظامات نہ ہو جائیں۔(3) قومی زبان کی حیثیت کو متاثر کیے بغیر، کوئی صوبائی اسمبلی قانون کے ذریعے قومی زبان کے علاوہ کسی صوبائی زبان کی تعلیم ، ترقی اور اس کے استعمال کے لیے اقدامات تجویز کر سکے گی ۔(جمیل جالبی ، ڈاکٹر ،قومی زبان: یک جہتی ، نفاذ اور مسائل ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ،1989،ص9) مزید

The constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973 (As Amended by the constitution 19th Amendment Act 2011, Published by Manzoor Law Book House 2 - Mazung Road, Lahore, (سال)

8. Passed by the National Assembly on 10th April 1973: received the assent of the President on 11th April 1973, and, come into force on 14th August 1973 under Article 265(2). (Punjab Assembly Decisions 1947-1999, Published by the Punjab Assembly secretariat Lahore:2001, Page XIX

۹۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اپنی تصنیف قومی زبان یکجہتی نفاذ اور مسائل ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، 1999 ص ۷ اور ۸ میں بانی پاکستان ، روح پاکستان ، قائد اعظم محمد علی جناح کے ان فرامین کا ذکر کرتے ہیں جو قائد اعظمؒ نے 21مارچ 1948 کو ڈھاکہ میں عوام سے خطاب اور 24 مارچ 1948 کو ڈھاکہ یونیورسٹی کانووکیشن کے موقع پر طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ کو صاف طور پر بتا دوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہو گی اور کوئی دوسری زبان نہیں۔ مزید کہا کہ یہ وہ زبان ہے جسے برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں نے پروان چڑھایا ہے اور جو پاکستان کے طول و عرض میں سمجھی جاتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کسی بھی صوبائی زبان سے کہیں زیادہ اسلامی تہذیبی سرمایہ اور مسلم روایات کا ذخیرہ اس زبان میں موجود ہے۔

۱۰۔ مباحث ،صوبائی اسمبلی پنجاب ، 15 جون 1987 ،ص467 تا 468

۱۱۔ ایضاً،ص 467 تا 477 پر تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

۱۲۔ ایضاً،ص 68

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ایضاً،ص 470

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ ایضاً،ص471

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ فروری 1985 کے انتخابات کے نتیجے میں تشکیل پانے والی صوبائی اسمبلی پنجاب 1973 کے آئین کے تحت تیسری اسمبلی تھی۔ 260 اراکین میں سے 240 عام نشستوں پر منتخب ہوئے ۔ 8 اراکین غیر مسلم مخصوص نشستوں پر کامیاب ہوئے تھے اور بارہ خواتین مخصوص نشستوں پر منتخب ہوئیں ۔ اس اسمبلی میں خواتین کی مخصوص بارہ نشستوں کے علاوہ دو خواتین عام نشستوں پر اور دو خواتین غیر مسلم مخصوص نشستوں پر منتخب ہوئیں۔ (مقالہ پی ایچ۔ڈی، اردو کی ترویج میں پنجاب اسمبلی کا کردار مملوکہ پنجاب یونیورسٹی ،ص 179)

۱۹۔ مباحث، صوبائی اسمبلی پنجاب، 15 جون 1987، ص473

۲۰۔ ایضاً، ص474

۲۱۔ ص474-475

۲۲۔ ص475-476

۲۳۔ ص476-477

۲۴۔ ص477

PRIVILEGES

CONSTITUTION: the non-implementation of any mandatory provision of the Constitution may give rise to a question of privilege; however, the privilege motion regarding failure of Government in adopting Urdu as official language within fifteen years as envisaged by Article 251 of Constitution was ruled out because the said period had not by that time exhausted.

On 15 June 1987, Begum Najma Tabish Alwari moved a privilege motion alleging that the Government had failed to fulfill its constitutional responsibility under Article 251 of the Constitution by not completely switching over to Urdu language in Government Offices etc.

While replying to her motion, the Minister for Law pointed out that in terms of Article 251, the responsibility of the Government was to make arrangements in this connection within a period of fifteen years, and the same period would expire on 14 August 1987; therefore, the motion was pre-mature. He further argued that Article 254 clearly lays down that 'when any act, or thing is required by the Constitution to be done within a particular period and it is not done within that period, the doing of the act, or thing shall not be invalid or otherwise ineffective by reason only that it was not done within that period.' He added that in spite of the clear protection provided by the Constitutio, the Government had throughout been endeavouring to see that Urdu was replaced with English in the country as soon as possible.

At that juncture, Mian Muhammad Afzal Hayat, Leader of the Opposition, intervened and stated that it was not correct to say that the Government was very vigilant about its obligation; rather, the position was otherwise in as much as no

tangible progress had been made by it in that direction even after the lapse of a number of years.

The Minister for Industries supported Minister for Law and assured the House that the Government was itself very keen to fulfill constitutional requirements and that it had already taken major steps to achieve the objective.

The Speaker, Mian Manzoor Ahmed Wattoo observed that the question of privilege of a member might arise if some Constitutional provision was not implemented. However, he ruled out the motion on the ground that the period of fifteen years had not yet exhausted and at that time it could not be said that the Constitutional Provision had not been implemented.(Punjab Assembly Decision, 1947-1999, published by Punjab Assembly Secretariate, Lahore, 2001, Page-339,340 & Provincial Assembly of the Punjab Debates , 15 June 1987, Page-477)

۲۵۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، یکم جولائی 1987، ص 1638

۲۶۔ ایضاً، ص 1639۔1640

۲۷۔ ایضاً، ص 1638 تا 1647

۲۸۔ ایضاً، ص 1648-1649

۲۹۔ ایضاً، ص 1650 تا 1659

۳۰۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، 8 اکتوبر 1987ء، ص 872

۳۱۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، 8 اکتوبر 1987ء، ص 873 تا 878

۳۲۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، 15 دسمبر 1988ء، ص 281-280

۳۳۔ ایضاً، ص 282

۳۴۔ ایضاً، ص 283

۳۵۔ ایضاً

۳۶۔ ایضاً، ص 284

۳۷۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، 29 مئی 1985، ص 110 تا 112

۳۸۔ قاعدہ 192، قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب نظر ثانی شدہ یکم جنوری 1989، مطبوعہ : مطبع حکومت پنجاب ،

لاہور(قاعدہ 192 کا اردو ترجمہ: ارکان اسمبلی عام طور پر اردو میں خطاب کریں گے لیکن کوئی رکن جو اردو میں اپنا مافی الضمیر تسلی بخش طور پر ادا نہ کر سکے تو وہ سپیکر کی اجازت سے انگریزی یا صوبے کی دیگر تسلیم شدہ زبان میں اسمبلی سے خطاب کر سکتا ہے۔

۳۹۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب 3 جون 1985، ص 508۔509

۴۰۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، 8 جون 1985، ص 1049

۴۱۔ ایضاً، ص 1051 تا 1055

۴۲۔ ایضاً، ص 1068

۴۳۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، 10 نومبر 1985، ص 1741۔1742

۴۴۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، 22 مئی 1986، ص 511

۴۵۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، 26 مئی 1986، ص 652

۴۶۔ مباحث صوبائی اسمبلی پنجاب، 16 جون 1987، ص 542